إِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ ۔ عَسٰى أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَحْمُودًا

الفضل قادیان

اللہ اکبر

ہفتہ میں تین بار

ایڈیٹر۔ غلام نبی

The ALFAZL QADIAN.

نمبر ۸۴ مورخہ ۱۴ جنوری ۱۹۳۲ء یوم پنجشنبہ مطابق ۵ رمضان ۱۳۵۰ھ جلد ۱۹

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ گیارہ جنوری کو کشمیر کمیٹی کے کام کے سلسلہ میں بذریعہ موٹر لاہور تشریف لے گئے۔ اور ۱۲ جنوری کو واپس دارالامان آ گئے۔

نماز تراویح میں قرآن سنانے کے لئے مسجد مبارک مسجد اقصیٰ۔ مسجد نور۔ مسجد دارالفضل۔ مسجد دارالرحمت۔ اور مسجد فضل میں علے الترتیب حسب ذیل اصحاب مقرر ہیں:۔ حافظ کرم الٰہی صاحب۔ حافظ سلطان حامد صاحب۔ حافظ بشیر احمد صاحب۔ حافظ مبارک احمد صاحب۔ صوفی غلام محمد صاحب اور حافظ فیض اللہ صاحب۔

۱۰ جنوری کو کسی قدر بارش ہوئی۔ جس سے سردی میں بہت اضافہ ہو گیا ہے۔

مرکزی چندہ کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کا اعلان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اس سے پہلے بیت المال کی طرف سے مختلف طریق پر بار بار اعلان ہو چکا ہے۔ اور صدر انجمن کے قواعد میں سے یہ ایک قاعدہ ہے۔ کہ مرکزی چندوں کا روپیہ اپنے طور پر روکنے یا خرچ کرنے کا کسی کو اختیار نہیں مگر باوجود اس کے پھر بھی بعض دوستوں نے مرکزی روپیہ کو دوسرے مصرف میں لانے کے لئے روک لیا جس کی رپورٹ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کے حضور پہونچی۔ تو حضور نے حسب ذیل امور قاعدہ کے رنگ میں اپنے قلم سے تحریر فرمائے جو حضور کے ارشاد کے ماتحت شائع کئے جاتے ہیں۔ ناظر بیت المال۔

"کسی جماعت کو مرکزی چندہ خرچ کرنا بلا منظوری کسی صورت میں بھی جائز نہیں۔ کام کر کے بعد میں منظوری لینا نہ صرف خلاف قانون ہے۔ بلکہ خلاف عقل بھی ہے۔ کیونکہ اس طرح نظام بالکل درہم برہم ہو جاتا ہے۔ اگر اس قسم کی اجازت کسی جماعت کو دی جائے۔ تو یقیناً یہ مرض دوسری جماعتوں میں پھیل جائے گا۔ اور مرکزی کاموں کو سخت نقصان پہونچے گا۔

پس اخبارات کے ذریعہ سے اعلان کر دیا جائے۔ کہ کسی جماعت کو مرکزی فنڈ خرچ کرنے کی خواہ بامید منظوری کیوں نہ ہو۔ اجازت نہیں ہے اور اگر کوئی انجمن آئندہ ایسا کرے گی۔ تو اس کے عہدہ داروں کو الگ کیا جائیگا۔ اور اس انجمن کو جب تک وہ اپنی غلطی کی اصلاح نہ کرے تسلیم نہیں کیا جائیگا۔"

تبلیغی رپورٹیں

الجماعة الاحمدية في البلاد العربية

ماہ نومبر ۱۹۳۱ء میں احمدیہ مشن کے ماتحت جو تبلیغی کام ہوا۔ اس کا مختصر خلاصہ متعلقہ اخبار حسب ذیل ہے۔

دروس تبشیریہ

احباب جماعت کو تبلیغ کے لئے ٹرینڈ کرنے کی خاطر یہ طریق اختیار کیا گیا ہے۔ کہ مسائل یا بعض اہم اعتراضات کے جوابات بطور سبق کے لکھے جاتے ہیں۔ جسے جماعت کے دوست اپنی کاپیوں پر نقل کرتے اور یاد کرتے ہیں۔ اس قسم کے دروس اس ماہ میں دو لکھے گئے۔ جو وفات مسیح اور تردید حیات مسیح کے متعلق تھے ؎

تبلیغی اجتماعات

اس ماہ میں احباب جماعت کے اجتماع جن میں ان کو تبلیغی مشق کرائی جاتی ہے۔ چار ہوئے۔ اللہ تعالےٰ کے فضل سے احباب بالخصوص نوجوان اس طرف خوب توجہ کر رہے ہیں۔

درس قرآن وفقہ

قرآن مجید اور فقہ احمدیہ کا درس جس میں جماعت کے دوست حاضر ہوتے ہیں۔ چھ مرتبہ ہوا۔ فقہ کے مسائل کے لئے "المنہج المصفی" بھی پڑھی جاتی ہے۔ اور دوست ان مسائل کو یاد کرتے ہیں۔ قرآن مجید کا درس تو جماعت کی غذا ہے ؎

انفرادی تبلیغ

الحمد للہ کہ اب لوگ خود "دار التبلیغ" میں شوق سے آتے ہیں۔ اور بعض کے پاس میں خود جا کر بھی تبلیغ کرتا ہوں۔ اس ماہ میں جن لوگوں کو خصوصیت سے انفرادی تبلیغ کی گئی۔ ان کی تعداد ۱۸ ہے۔ ان میں سے بعض بہت اچھا اثر لے کر گئے ؎

تبلیغ بذریعہ کتب

اس ماہ میں بعض معززین کو عربی وانگریزی کتابیں برائے مطالعہ پیش کیں۔ ایسے لوگوں کی تعداد ۸ ہے۔ عربی دانوں کو خطبہ الہامیہ۔ الخطاب الجلیل اور التعلیم وغیرہ دی گئیں۔ اور انگریزی دان اصحاب کے لئے تحفہ لارڈ ارون انگریزی پیش کیا۔ فلسطین ریلوے کے جنرل منیجر نے تحفہ ارون کو نہایت دلچسپی سے پڑھا۔ اور شکریہ کی چٹھی لکھی ؎

تبلیغی خطوط

اس ماہ میں بعض دیہات مصر۔ طرابلس حمص وغیرہ مقامات کے بعض احباب کو تبلیغی یا دینی مسائل کے متعلق خطوط لکھے گئے۔ ان کے بعض سوالات کے جوابات دیئے گئے۔ ایسے خطوط کی تعداد ۱۲ ہے ؎

تبلیغی دورہ

آج کل زمیندار اصحاب کو فرصت نہیں۔ تاہم کبابیر کے ایک مخلص دوست نے عکا کے ملحقہ دیہات میں زیر رپورٹ ایام میں دو مرتبہ دورہ کیا۔ اور خدا کا پیغام پہونچایا ؎

تربیت جماعت

انفرادی ملاقاتوں اور خطبہ ہائے جمعہ میں خصوصیت سے تربیت جماعت کو مدنظر رکھا جاتا ہے۔ ایام زیر رپورٹ میں دو دوستوں کے درمیان ایک نزاع پیدا ہو گیا تھا۔ الحمد للہ کہ احباب جماعت کی دینی غیرت اور دوستوں کے اخلاص سے معاملہ نہایت احسن طور پر فیصل ہو گیا۔ اور کوئی ناخوشگوار صورت پیدا نہ ہوئی ؎

تبلیغی ٹریکٹ

اس ماہ میں ایک چار صفحہ ٹریکٹ بعنوان "النبی صلی اللہ علیہ وسلم" ایک ہزار تعداد میں چھپوا کر شائع کیا گیا۔ حیفا اور اس کے ملحقات کے علاوہ یہ ٹریکٹ بغداد۔ شام مصر۔ افریقہ اور برازیل وغیرہ میں بھی بھیجا گیا ہے۔ خدا تعالےٰ اسے قبول فرما کر اس کے مفید نتائج پیدا کرے ؎ آمین۔

درخواست دعا

بالآخر احباب جماعت سے دردمندانہ استدعا ہے۔ وہ دعا فرمائیں۔ کہ اللہ تعالےٰ ان علاقوں میں بھی احمدیت کو کامل غلبہ عطا فرمائے۔ اور ہم کمزوروں کی خود مدد کرے ؎

خاکسار خادم اللہ دتا جالندھری از حیفا فلسطین

سیلون میں تبلیغ احمدیت

جزیرہ سیلون میں قریباً سترہ سال پیشتر احمدیت کا بیج بویا گیا تھا۔ اور خدا تعالےٰ کی قدرت نمائی اور حق نوازی ہے۔ کہ باوجود مخالفت کی تیز اور زہریلی ہوا کے جو مخالفین کی طرف سے چلی۔ اور جس کا ایک ایک جھونکا بظاہر اس نازک پودے کی بیخ کنی کے لئے کافی تھا۔ یہ کمزور اور ضعیف پودا روز بروز بڑھتا گیا۔ اور خدا کا فضل ہے۔ کہ آج اس جزیرہ کے تین شہروں میں جماعتیں قائم ہیں۔ ایک ایک دو دو کی تعداد میں تو احمدی دیگر جگہوں میں بھی موجود ہیں۔ مگر وہاں باقاعدہ جماعت تاحال قائم نہیں ہوئی۔ فضل خداوندی نے دستگیری کی۔ تو وہاں بھی جماعت قائم ہو جائیگی اور ہمارا ایمان اور ایقان ہے۔ کہ ایک نہ ایک دن جزیرہ سیلون کے بہت سے شہروں میں مستقل جماعت کو ہم دیکھ سکیں گے ؎

شہر کولمبو جو حکومت سیلون کا ہیڈ کوارٹر ہے۔ ہماری جماعت کا بھی مرکز ہے۔ عورتوں اور بچوں کے علاوہ پچاس سے زیادہ ہماری جماعت کے ممبر اس شہر میں موجود ہیں۔ سیلون میں احمدیت پھیلنے کا بڑا سبب مکرمی مولوی ابراہیم صاحب مالاباری کی کوشش اور تبلیغی جدوجہد ہے۔ اب بھی مولوی صاحب تبلیغ کے کسی موقعہ کو جانے نہیں دیتے۔ بلکہ کھلی جگہ پر لیکچر دینے کے لئے انہوں نے گورنمنٹ سے اجازت حاصل کی ہے۔ اور میری موجودگی میں دو دفعہ وہ لیکچر دے چکے ہیں۔ میری تقریر بھی ہر اتوار کو میسرز راؤتر اینڈ کو کی حویلی میں ہوا کرتی ہے۔ اور ہر تقریر کا اعلان بذریعہ مطبوعہ اشتہار کیا جاتا ہے۔ احمدیت کی تحقیق کرنے والے دوست تقریروں میں خوب دلچسپی لے رہے ہیں۔ نبوت کے مختلف پہلوؤں پر لیکچر کا ایک سلسلہ ختم کر چکا ہوں۔ اور اب نزول المسیح کا سلسلہ شروع ہے۔ اور ہر سلسلہ میں مختلف مستقل موضوع شامل ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ اور کوئی موقعہ لیکچر کا جب مل جاتا ہے۔ اس وقت بھی لیکچر دیا جاتا ہے عرصہ زیر رپورٹ میں دو شخص حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی بیعت میں شامل ہو کر جماعت میں داخل ہوئے ہیں۔ احباب کرام سے التجا ہے۔ کہ وہ جماعت کی ترقی اور ہماری کوشش کی بارآوری کے لئے دعا فرماتے رہیں۔ اللہ تعالےٰ ہمارا حامی و ناصر ہو۔ اور وہ صداقت جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ دنیا پر ظاہر ہوئی ہے۔ دنیا کو اس کے قبول کرنے کی توفیق نصیب ہو آمین

خاکسار عبداللہ مالاباری

صوبہ اڑیسہ میں تبلیغی دورہ

سکرٹری تبلیغ جماعت احمدیہ کٹک لکھتے ہیں۔ مولوی غلام احمد صاحب مجاہد ۱۵ - نومبر کو یہاں پہونچے۔ جماعت نے آپ کو ایڈریس دیا۔ بعض غیر احمدی معززین کو مدعو کیا گیا جن سے تبلیغی گفتگو ہوئی۔ ۱۷ - نومبر کو جماعت کے ایک جلسہ میں تقریر کی۔ ۱۸ - کو سونگھڑہ گئے۔ جہاں ۱۹ - کو پبلک جلسہ میں تقریر کی۔ جماعت بالیسر کی اطلاع پر کہ عیسائی مناظرہ کرنا چاہتے ہیں۔ مولوی صاحب وقت مقررہ پر وہاں پہنچ گئے۔ مگر عیسائی میدان میں نہ آئے۔ یہاں سے مولوی صاحب جٹنی۔ کیرنگ اور پوری کے دورہ پر روانہ ہوئے۔ کیرنگ کے مضافات کے بعض لوگوں نے مجسٹریٹ علاقہ سے رپورٹ کی۔ کہ احمدی مولوی کی وجہ سے نقض امن کا خطرہ ہے۔ اس کی تقریریں روک دی جائیں۔ لیکن مجسٹریٹ نے کہا۔ آپ لوگ اپنے مولوی کو بلا لیں۔ اور میری موجودگی میں تقریریں کرائی جائیں۔ میں دیکھوں گا۔ کس طرح نقض امن ہوتا ہے۔ اس انتظام کے ماتحت کلب گھر میں جلسہ ہوا جس میں ہر فرقہ کے لوگ شامل ہوئے۔ غیر احمدیوں نے ایک مولوی کو بلایا۔ مگر وہ مناظرہ کرنے کے لئے سامنے نہ آیا۔ مولوی صاحب نے اس موقعہ پر تقریر کی جس کا بہت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

32

نمبر ۸۴ قادیان دارالامان مورخہ ۱۴ جنوری ۱۹۳۲ء جلد ۱۹

مسلمان کانگرس کی شورش انگیزی سے علیحدہ رہیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کانگرس کا سلوک اقلیتوں سے

ہندوستان کی غالب اکثریت ہونے کی وجہ سے ہندوؤں کا فرض تھا۔ کہ تمام اقلیتوں اور خصوصاً مسلمانوں کے حقوق اور مطالبات پُورے کر کے انہیں مطمئن کرتے۔ اور اس طرح آزادیٔ وطن کی جد و جہد میں انہیں بھی شریک ہونے کا موقعہ دیتے۔ لیکن نہایت افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے۔ کہ دھاسبھائی خیالات کے ہندو تو الگ رہے۔ کانگرسی ہندوؤں نے بھی جو اپنے آپ کو آزاد خیال بتاتے ہیں۔ نہ صرف اقلیتوں کی تسلی اور اطمینان کی کوئی صورت نہ پیدا کی۔ بلکہ اسی تگ و دو میں لگے رہے۔ کہ مُسلمان اپنی قومی اور سیاسی ہستی کو ان میں مدغم کردیں۔ اور ہمیشہ ان کے دستِ نگر بن کر رہیں۔ جب تک مسلمان اپنی لاپرواہی کی وجہ سے یا ہندوؤں کے متعلق حد سے بڑھے ہوئے اعتماد کے باعث خاموش رہے۔ کانگرس نے جو ہندوستان کی تمام اقوام کی نمائندگی کی دعویدار ہے۔ ان کے حقوق کا خیال تک نہ کیا۔ پھر جوں جوں مسلمانوں میں بیداری اور اپنے حقوق کی حفاظت کا خیال پیدا ہوتا گیا۔ کانگرس نے ہر قدم پر کبھی فریب دہ مواعید سے کبھی کئی رنگوں کے حیلوں سے۔ کبھی مسلمانوں میں افتراق اور انشقاق پیدا کر کے۔ اور کبھی بعض لوگوں کی قوم فروشانہ خدمات حاصل کر کے یہی کوشش کی کہ مُسلمانوں کو ان کے حقوق سے محروم کر دیا جائے ؛

نہرو رپورٹ اور مسلمان

آخر جب آئندہ نظامِ حکومت کے متعلق نہرو رپورٹ مرتب کی گئی۔ اور اس میں تمام اقلیتوں اور خصوصاً مسلمانوں کو دبانے حتیٰ کہ جن صوبوں میں ان کی اکثریت ہے۔ وہاں بھی انہیں حقوقِ اکثریت سے محروم کر دینے کی تجویز کی گئی۔ تو مُسلمانوں کی آنکھیں کھلیں۔ اور ان کی تمام مسلمہ آل انڈیا انجمنوں نے اس کے خلاف آواز اٹھائی۔ مگر کانگرس نے کوئی پرواہ نہ کی اور مُسلمانوں کی مرضی اور منشاء کے خلاف نہرو رپورٹ کو ہندوستان کا متفقہ دستور اساسی ظاہر کیا گیا ؛

مسلمانوں کی کانگرس سے علیحدگی

مُسلمانوں نے اس کے خلاف پُرزور صدائے احتجاج بلند کی۔ اور کانگرس کو اس مسلم کش روش کے بدلنے کے لئے ہر ممکن طریق سے توجہ دلائی لیکن قطعاً کامیابی نہ ہُوئی۔ اس پر مسلمانوں کے لئے سوائے اس کے کوئی چارہ نہ رہا۔ کہ کانگرس کی تحریکات سے اپنی علیحدگی کا اعلان کر دیں۔ چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ اور ۱۹۳۰ء کی سول نافرمانی سے بالکل علیحدہ رہے۔ مگر کانگرس نے مسلمانوں کی علیحدگی پر فریب کارانہ پردہ ڈالنے کے لئے ایک نہایت قلیل طبقہ کو جسے مسلمانوں کی نمائندگی کا قطعاً حق حاصل نہ تھا۔ گانٹھ کر یہ کہنا شروع کر دیا۔ کہ مسلمانوں کا قوم پرست۔ اور نیشنلسٹ حصّہ کانگرس کے ساتھ ہے ؛

بظاہر شاندار مگر بے حقیقت اعلان

چونکہ اس حقیقت سے کانگرس ناواقف نہ تھی۔ اس لئے مسلمانوں کو کانگرسی تحریکات کا حامی بنانے کے لئے بظاہر بڑے شاندار مگر بے حقیقت اعلانات کئے گئے۔ حتیٰ کہ گاندھی جی نے کانگرس کی طرف سے کہدیا۔ کہ وُہ مسلمانوں کے سامنے سفید کاغذ پیش کر کے انہیں یہ اختیار دینے کے لئے تیار ہیں۔ کہ وُہ جو کچھ چاہیں۔ لکھ لیں۔ گاندھی جی اسے منظور کر لیں گے۔ لیکن یہ الفاظ محض دھوکہ کی ٹٹی تھے۔ جو کبھی شرمندہ معنی نہ ہُوئے۔ اور مُسلمانوں کے حقوق اور مطالبات کے متعلق کانگرس نے جو روش پہلے دن سے اختیار کی تھی۔ اس میں ذرا بھی تبدیلی نہ پیدا ہوئی۔ اور ایک لمحہ کے لئے بھی گاندھی جی اور ان کے ساتھیوں نے مسلمانوں کے ساتھ تصفیہ کرنے کی مخلصانہ سعی نہ کی ؛

گاندھی جی کی لارڈ ارون سے ملاقاتیں

حتیٰ کہ لارڈ ارون سابق وائسرائے ہند نے اپنی حکومت کے آخری ایام میں جب کسی خاص مصلحت کے ماتحت گاندھی جی کو پے بہ پے ملاقاتوں کا شرف بخشا۔ اور انہیں گول میز کانفرنس میں شرکت پر آمادہ کر لیا۔ تو گاندھی جی نے مسلمانوں کو کلیۃً نذرِ تغافل کر دیا۔ اونہوں نے سمجھا۔ حکومت پر انہیں اس قدر قبضہ و تصرف حاصل ہو گیا ہے۔ کہ وُہ جو کچھ چاہیں گے منوالیں گے۔ ایسی صورت میں انہیں مسلمانوں کی کیا پرواہ ہوسکتی ہے۔ گاندھی جی نے تو اپنے طریقِ عمل سے اس بات کا اظہار کیا۔ لیکن کانگرسی ہندو اخبارات نے کھلم کھلا گاندھی جی کی فتح اور حکومت کی شکست پر اظہار فخر کرتے ہوئے لکھدیا۔ کہ مُسلمان اگر ہندوؤں کی مرضی اور منشاء کے مطابق سمجھوتہ نہ کرنے اور کانگرس کی اطاعت کا جوا اپنی گردن پر رکھنے کے لئے تیار نہیں۔ تو نہ ہوں۔ وہ کانگرس جو گورنمنٹ برطانیہ کی سی حکومت کو اپنے آگے جھکنے اور اپنی شکست تسلیم کرنے پر مجبور کر سکتی ہے۔ وُہ مسلمانوں کی شمولیت کے بغیر سوراجیہ بھی حاصل کر سکتی ہے۔ اس کے ساتھ ہی بار بار یہ بھی کہا گیا۔ کہ کانگرس مسلمانوں کی شرکت کے بغیر جو کچھ حاصل کرے گی۔ اس میں مسلمانوں کا کوئی حصہ نہ ہوگا۔ اور اس وقت انہیں کانگرس کی نادانی کا ایسا خمیازہ بھگتنا پڑے گا۔ جسے تمام عمر یاد کر کے رو رو کریں گے ؛

گول میز کانفرنس میں گاندھی جی کا رویہ

یہ تھی وُہ ذہنیت۔ جس کے ماتحت کانگرس نے گاندھی جی کو واحد نمائندہ بنا کر گول میز کانفرنس میں بھیجا۔ اور یہ تھے وُہ ارادے جنہیں اپنے دل میں جگہ دے کر گاندھی جی ولایت گئے اسکا نتیجہ یہ تھا۔ کہ باوجود بار بار وزیر اعظم کے ہندوستان کے دستور اساسی کی تمام تر کامیابی کا انحصار باہمی سمجھوتہ پر قرار دینے۔ اور باہمی تصفیہ کی اہمیت بتانے اور اس پر زور دینے کے گاندھی جی نے قدم قدم پر روڑے اٹکائے۔ اور آخر کار کہدیا کہ کوئی سمجھوتہ ہونا قطعاً ناممکن ہے۔ باوجود اس کے انہوں نے مطالبہ کیا۔ کہ دستور اساسی کا ان کی منشاء کے مطابق فیصلہ کر دیا جائے۔ ورنہ وُہ حکومت کے خلاف جنگ شروع کر دیں گے۔ چونکہ وہ اپنے منصوبوں میں کامیابی نہ ہوئی۔ اس لئے کانگرس نے حکومت کے خلاف اعلانِ جنگ کر دیا۔ اور قانون شکنی۔ اور انتظام حکومت کو درہم برہم کرنے کے تمام حربوں سے آراستہ ہو کر کانگرسی میدان میں اتر آئے ؛

مُسلمانوں کو کیا کرنا چاہیئے

یہ ان حالات اور واقعات کا خلاصہ ہے۔ جن میں کانگرس نے حکومت کے ساتھ از سرِ نو جنگ شروع کی ہے۔ اور ملک میں بدامنی اور فتنہ پیدا کیا جا رہا ہے۔ مندرجہ بالا امور کو پیش نظر رکھتے ہوئے مُسلمان بآسانی فیصلہ کر سکتے ہیں۔ کہ انہیں کانگرس کی شورش انگیزی کے متعلق کیا رویہ اختیار کرنا چاہیئے۔ اور ان طاقتوں کے متعلق جنہوں نے مسلمانوں کو کچلنے ان کے نہایت معقول اور مبنی بر انصاف مطالبات کو نظر انداز کرنے اور ان کی قومی زندگی تباہ کرنے میں آج تک کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کیا بلکہ ان کی سی سرگرمیوں میں اضافہ ہی ہوتا جا رہا ہے۔ کس نظر سے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دیکھنا چاہیئے۔ صاف ظاہر ہے۔ کہ مسلمان کانگرس کی کسی تحریک میں شریک ہونا اپنے حقوق کو اپنے ہاتھوں تباہ و برباد کرنا سمجھتے ہیں۔ اور وہ کانگرسی طریق عمل سے علیحدگی اختیار کرنا بلکہ اس کے استیصال کی کوشش کرنا اپنی قومی اور ملی زندگی کے لئے ضروری جانتے ہیں۔ کیونکہ ہر مسلمان سے اس کی غیرت و حمیت اس کی قوم و ملت سے محبت اور اس وقت تک کی کانگرس کی روش مطالبہ کر رہی ہے۔ کہ وہ کانگرس کی فتنہ انگیز تحریک سے کلیتہً علیحدہ رہے۔ اور نہ صرف خود علیحدہ رہے۔ بلکہ اس کے انسداد کے لئے تمام پُرامن ذرائع اختیار کرے *

جمعیتہ العلماء اور کانگرس

معلوم ہوتا ہے۔ کانگرس کی مسلم کش پالیسی کی وجہ سے ان لوگوں میں بھی بددلی رونما ہو رہی ہے۔ جو قبل ازیں اندھا دھند کانگرس کے پیچھے چلنا۔ حتیٰ کہ اس کی تحریکات خدا اور رسول کے منشا کے مطابق بتانا اپنا فرض سمجھتے تھے۔ چنانچہ نام نہاد جمعیتہ العلماء کا آرگن "الجمعیتہ" (۹ - جنوری) بھی کانگرس کی موجودہ شورش کے متعلق لکھتا ہے :-

"سول نافرمانی کی مہم سے تجارت کی تباہی و بربادی اور امن و امان کے زوال کا خطرہ ہے"

"کانگرس نے عام سول نافرمانی کا عاجلانہ فیصلہ کر کے ایک غلطی کی ہے"

اس کے مقابلہ میں حکومت کے انتظامات کے متعلق لکھا ہے:-

"سول نافرمانی کے مقابلہ تک تو خیر مضائقہ نہیں"

گویا کانگرس کی مقلد جمعیتہ العلماء کے نزدیک بھی کانگرس نے عام سول نافرمانی کا فیصلہ کرنے میں غلطی کی ہے۔ اور ظاہر ہے۔ کہ جس بات کو جمعیتہ العلماء خود غلطی قرار دے رہی۔ اس میں شریک ہونے سے پرہیز کرنا اور دوسرے مسلمانوں کو بھی اس سے بچانا اس کا فرض ہے۔ لیکن اگر وہ اس فرض کی ادائگی میں کوتاہی کرے۔ تو خود مسلمانوں کو اور ان مسلمانوں کو بھی جن کی نگاہ میں جمعیتہ العلماء کی کسی لحاظ سے وقعت ہے۔ کانگرس کی تحریک سے علیحدہ رہنا چاہیئے *

تبلیغ احمدیت کی کامیابی

آریہ اخبار "پرکاش" (۳ - جنوری) تبلیغ احمدیت پر کرتا ہوا لکھتا ہے:-

"ان کے پلیٹ فارم کی مضبوطی کی تو یہ حالت ہے۔ کہ ہر ایک احمدی سے یہ آشا کی جاتی ہے۔ کہ مرکز سے حکم پاتے ہی وہ باقاعدہ واعظ کا کام کرنے پر تیار ہوگا۔ ورنہ معمولی طور پر تو ہر ایک احمدی جس اوستھا میں ہے۔ وہ واعظ کا کام کرتا ہے۔ لیکن اس کا پریس مضبوطی میں آریہ سماج کے مقابلہ میں حیرت انگیز ہے۔ ایک قادیان کو لو۔ وہاں سے نصف درجن اخبارات سے کم نہیں نکلتے۔ جن میں دو انگریزی ہیں۔ اور اردو پرچوں میں سے ایک ہفتہ میں تین بار شائع ہوتا ہے۔ عجیب نہیں۔ کہ اسے جلد روزانہ کر دیا جائے۔ احمدی پریس کا جال سارے ہندوستان میں ہی نہیں۔ باہر نو آبادیوں اور مغربی ممالک تک بچھا ہوا ہے۔ ہر جگہ سے احمدی اخبار اور رسالے نکلتے ہیں۔ اس اوستھا میں احمدیت کی تبلیغ کامیاب ہو۔ تو تعجب ہی کیا ہے۔ یہ سارے اخبار پچپن ہزار احمدیوں کے سر پر چل رہے ہیں۔ یہ احمدی تبلیغ کے سوائے کوئی اور کام نہیں کرتے۔ اس لئے احمدیت سے باہر ان کی اشاعت کی کوئی توقع نہیں۔ پچپن ہزار احمدی ہی ہیں۔ جو اپنی کمائی کے حصہ سے انہیں زندہ رکھ رہے ہیں۔ اور کس لئے زندہ رکھ رہے ہیں۔ احمدیت کے پرچار کے لئے۔ آریوں کی سنکھیا ماتری بھارت میں ہی دس لاکھ سے کیا کم ہوگی۔ لیکن آریہ سماج کے پریس کی حالت کو دیکھ کر ہر ایک آریہ کا سر مارے ندامت کے جھک جانا چاہیئے"!!

اگرچہ جماعت احمدیہ کی وہ تعداد درست نہیں۔ جو "پرکاش" نے بیان کی ہے تاہم اس میں شبہ نہیں۔ کہ جماعت احمدیہ آریہ سماج کے مقابلہ میں بلحاظ تعداد بہت کم اور بلحاظ مالی حیثیت بہت کمزور ہے۔ لیکن خدا تعالیٰ نے خدمت اسلام کا اسے ایسا جوش بخشا ہے۔ کہ آریہ سماج کی سی مالدار اور کثیر التعداد قوم اس کے پریس کی ترقی کو حسرت کی نظر سے دیکھ رہی۔ اور بالفاظ "پرکاش" ندامت سے سر جھکا رہی ہے *

اس پر جماعت احمدیہ کو خوش ہونے کا حق حاصل ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی احباب کو یہ بھی خیال کرنا چاہیئے۔ کہ وہ جس قدر اپنے پریس کو مضبوط اور سلسلہ کے اخبارات کو کثیر الاشاعت بنائیں گے۔ اسی قدر زیادہ تبلیغ احمدیت میں کامیابی حاصل ہوگی *

گاندھی جی کو کیوں ملاقات کا موقعہ نہ ملا

کانگرسی اخبارات کو اس بات کا بڑا ہی صدمہ اور رنج ہے کہ وائسرائے ہند نے گاندھی جی کو بار بار خواہش کرنے پر بھی ملاقات کا موقعہ نہ دیا۔ لیکن اس بات کا گلہ وائسرائے کی بجائے خود گاندھی جی سے کرنا چاہیئے۔ جن کی گول میز کانفرنس میں لاحاصل شرکت انگلستان کی پالیسی میں تو کوئی تبدیلی نہ پیدا کر سکی۔ البتہ گاندھی جی کے خیالی وقار کو سخت دھکا لگ گیا۔ اور اس وجہ سے ان کی وہ قدر و منزلت نہ رہی۔ جو ولایت جانے سے قبل تھی۔ کہا جاتا ہے۔ لارڈ ارون نے گاندھی جی کی بے حد نازبرداری کر کے انہیں اپنے متعلق غلط فہمی میں مبتلا کر دیا۔ اور اسی وجہ سے انہوں نے موجودہ وائسرائے سے بار بار ملاقات کرنے کی درخواست کی ۔ یہ بھی درست ہے۔ لیکن اس میں بھی کلام نہیں۔ کہ سابق وائسرائے نے اپنی مصلحت آمیز نرمی کے ذریعہ گاندھی جی کو گول میز کانفرنس میں شریک کر کے حکومت کی بہت بڑی خدمت سرانجام دی۔ کیونکہ انہوں نے اہل انگلستان کو بچشم خود گاندھی جی کو دیکھنے۔ ان کے خیالات سننے اور ان کی مہاتمیت کا اندازہ لگانے کا موقعہ بہم پہونچا دیا۔ اس طرح گاندھی جی کی حقیقت ان پر ظاہر ہو گئی۔ اور وہ سمجھ گئے۔ کہ یہ شخص نہ تو خود کوئی معقول روش اختیار کرتا ہے اور نہ کسی کی معقول بات مانتا ہے پھر جب نہ کانگرسی اس پر اعتماد رکھتے ہیں۔ نہ مہاسبھائی۔ نہ مسلمان۔ نہ اچھوت۔ نہ ہندوستان کی دوسری اقلیتیں۔ تو پھر اس سے کسی امر کے تصفیہ کی امید رکھنا فضول ہے *

پس لنڈن سے واپسی پر اگر گاندھی جی کو بار بار درخواست کرنے کے باوجود وائسرائیگل لاج کے قریب بھی پھٹکنے کی اجازت نہیں دی گئی۔ اور ان سے گفتگو کرنے کی ضرورت نہیں سمجھی گئی تو اس کی وجہ خود گاندھی جی کی پیدا کردہ ہے۔ اگر وہ گول میز کانفرنس میں شرکت کے لئے نہ جاتے۔ اور اگر گئے تھے۔ تو غیر معقول رویہ اختیار نہ کرتے۔ تو ان کی یہ حالت نہ ہوتی *

کشمیر میں بیرونی مداخلت

اخبار "ملاپ" (۱۲ - جنوری) حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی جلسہ سالانہ کی تقریر کا ایک اقتباس پیش کر کے جس میں وائسرائے کو مسلمانان کشمیر کی حالت زار کی طرف توجہ دلانے اور گورنمنٹ کو دخل دینے پر آمادہ کرنے کا ذکر ہے۔ لکھتا ہے :-

"اس اقبالی بیان کے بعد کس کو شک رہ سکتا ہے۔ کہ کشمیر میں بیرونی مداخلت کی انگیخت مرزا صاحب قادیانی ہی کی مہربانی کا نتیجہ تھی"

اگر حکومت ہند کا معاملات کشمیر کی طرف متوجہ ہونا بیرونی مداخلت قرار دیا جا سکتا ہے حالانکہ اسے بیرونی مداخلت قرار دینا حماقت ہے۔ کیونکہ کشمیر حکومت ہند کی ایک ماتحت ریاست ہے۔ تو کیوں اس کا ذمہ دار خود مہاراجہ صاحب کشمیر کو قرار نہ دیا جائے جنہوں نے وائسرائے ہند سے خود درخواست کر کے انگریزی افواج کو ریاست میں بلایا تھا۔ اور ان کے آنے پر بصد احترام گورنمنٹ ہند کا شکریہ ادا کیا تھا۔ لیکن اگر مہاراجہ صاحب کو یہ حق حاصل تھا کہ جب ضرورت سمجھیں۔ اپنی مدد اور حمایت کے لئے انگریزی فوجوں کے لئے درخواست کر دیں۔ اور وائسرائے ہند فوراً اس درخواست کو منظور کر لیں۔ تو رعایا کشمیر کا بھی یہ حق ہے۔ کہ جب ان پر ناقابل برداشت

33

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خطبہ جمعہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۸ جنوری ۱۹۳۲ء

نظام جماعت کا احترام کرو

سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔
خطبہ سے پہلے میں

دوستوں کو نصیحت

کرنا چاہتا ہوں۔ کہ انہیں اسبات کی عادت ڈالنی چاہیئے۔ کہ جس بات کا ایک دفعہ اعلان ہو۔ اسے اچھی طرح یاد رکھا جائے نظام سلسلہ۔ نظام سلسلہ جس کا ذکر کرتے ہوئے ہماری زبانیں خشک ہوتی ہیں۔ اسی بات کا نام ہے۔ کہ تمام جماعت ایک قانون کی پابند ہو۔ اور وہ بھی ہر حرکت و سکون کو

مقررہ نظام

کے ماتحت رکھے ؛

آوارہ گرد لوگوں اور ایک جماعت میں فرق یہی ہوتا ہے کہ آوارہ گردوں کا کوئی نظام نہیں ہوتا۔ اور ان میں سے ہر شخص اپنی مرضی اور منشاء کے ماتحت کام کرتا ہے۔ مگر جماعت اپنے لئے بعض قوانین مقرر کر کے ان کے ماتحت کام کیا کرتی ہے اور وہ اپنے آپ کو اسبات کی پابند قرار دیتی ہے۔ کہ وہ قائم کردہ نظام سے باہر نہیں نکلے گی۔ اس اصل کے ماتحت تمام لوگ اتحاد اور یکجہتی سے کام کیا کرتے ہیں۔ مگر مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے۔ کہ ابھی تک بہت سے دوست ایسے ہیں جو نہ تو نظام جماعت کو قائم رکھنے کی طرف توجہ کرتے ہیں۔ اور نہ ہی اگر کوئی اعلان ہو۔ تو اسے یاد رکھتے ہیں۔ اور بعض لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں۔ جو اعلان سنکر یہ خیال کر لیتے ہیں۔ کہ یہ اعلان ہمارے لئے نہیں دوسروں کے لئے ہے۔ مثلاً ابھی چونکہ ایک ٹیکہ کی وجہ سے میرے ہاتھ پر ورم تھا۔ میں نے اعلان کرایا تھا۔ کہ دوست مجھ سے مصافحہ نہ کریں۔ مگر باوجود اس کے کہ جو لوگ مصافحہ کا اس لئے زیادہ حق رکھتے تھے۔ کہ وہ راستہ میں

مصافحہ کے لئے

بیٹھے تھے۔ انہوں نے تو مصافحہ نہ کیا۔ مگر جب میں ممبر پر پہنچ گیا تو ارد گرد کے لوگوں نے مصافحہ کے لئے اٹھنا شروع کر دیا۔ گویا جو لوگ میرے راستہ میں مصافحہ کی نیت سے بیٹھے تھے۔ سارا قصور انہی کا تھا۔ اور وہی مصافحہ سے محروم رہنے کے قابل تھے۔ مگر دوسروں کا حق تھا۔ کہ وہ مصافحہ کر لیتے۔

میں نے دیکھا ہے۔ حضرت خلیفہ اولؓ رضی اللہ عنہ بعض دفعہ جب زیادہ بیمار ہوتے۔ تو فرمایا کرتے۔ کہ دوست اٹھ کر چلے جائیں۔ اس پر بعض لوگ چلے جاتے۔ اور بعض پھر بھی بیٹھے رہتے اس وقت آپ فرمایا کرتے۔ ممبر دار بھی اٹھ کر چلے جائیں۔ ایک دفعہ میں بھی آپ کی مجلس میں بیٹھا تھا۔ آپ نے فرمایا لوگ چلے جائیں اس پر بعض لوگ اٹھے۔ اور میں بھی اٹھ کر جانے لگا۔ تو آپ نے روک لیا۔ اور فرمایا تم ٹھہرو۔ یہ سنکر کچھ اور لوگ بھی بیٹھ گئے تب آپ نے فرمایا۔ کہ ممبر دار بھی اٹھ کر چلے جائیں۔ میں دل میں حیران تھا۔ کہ ممبر داروں سے کون مراد ہیں۔ اتنے میں آپ نے فرمایا بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں۔ جو ایک بات سنکر یہ خیال کر لیتے ہیں کہ اس کا ماننا دوسروں کے لئے ہے۔ ان کے لئے ضروری نہیں گویا وہ اپنے آپ کو دوسروں سے علیحدہ سمجھ لیتے ہیں۔ اس لئے جب مجھے دوبارہ کہنے کی ضرورت ہو تو میں یہی کہا کرتا ہوں۔ کہ ممبر دار بھی اٹھ کر چلے جائیں۔ میں دوستوں کو بتلانا چاہتا ہوں۔ کہ جب

کوئی اعلان

ہوتا ہے۔ تو اس سے تمام لوگ مراد ہوتے ہیں سوائے اس کے کہ بعض لوگوں کا استثنار کر دیا جائے۔ اور کہدیا جائے۔ کہ فلاں فلاں اشخاص مستثنیٰ ہیں۔ اور اگر کسی کو مستثنیٰ نہ کیا جائے۔ تو سب کو اس اعلان کی قدر کرنی چاہیئے۔ اور اپنے نظام کو قائم رکھنے کی کوشش کرنی چاہیئے

نکاح کے متعلق ضروری انتظام

نکاحوں کے متعلق بھی جماعت میں ایک نظام قائم ہو چکا ہے۔ ایسے بہت سے واقعات ہوئے ہیں۔ کہ جب نکاح ہو گیا۔ تو لڑکی نے کہہ دیا۔ کہ میری یہاں مرضی نہیں تھی۔ یا مجھ سے اس نکاح کی اجازت نہیں لی گئی۔ اور ایسے نکاح عدالتوں میں جا کر ٹوٹ جایا کرتے ہیں۔ بلکہ شرعاً بھی ایسے نکاح قائم نہیں رہتے۔ کیونکہ لڑکی کی رضامندی نہایت ضروری چیز ہے۔ اس کے لئے دفتر امور عامہ کا فرض قرار دیا گیا ہے۔ کہ وہ اچھی طرح دیکھ لے۔ اور اسبات کی تصدیق کرے۔ کہ لڑکی رضامند ہے۔ اور اطمینان کر لیا جائے۔ کہ دو معزز آدمیوں کے سامنے لڑکی نے اقرار کیا ہو۔ یا ان کے دریافت کرنے پر خاموش رہی ہو کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نے کنواری کے متعلق فرمایا ہے۔ کہ اس کا سکوت ہی اس کی رضامندی ہے۔ اور یہ مسئلہ اسے اچھی طرح بتا دیا گیا ہو کہ اس کا خاموش رہنا اس کی مرضی سمجھی جائیگی۔ پس اگر امور عامہ اجازت دے۔ تب نکاح ہو سکتا ہے۔ یا لڑکی خود نکاح خوان کے سامنے اگر اقرار کرے۔ مگر اس کے لئے احتیاط کی ضرورت ہوتی ہے۔ ساتھ گواہ ہونے چاہئیں۔ تا کہ نکاح خوان پر بعد میں کوئی الزام نہ آسکے ؛

تبلیغ احمدیت پر پورا زور دو

اس کے بعد میں اپنی جماعت کے دوستوں کو اس امر کی طرف توجہ دلاتا ہوں۔ کہ میں متواتر بتا چکا ہوں۔ یہ دن خصوصیت سے تبلیغ کے ہیں۔ اور ان ایام میں نہایت جوش کے ساتھ تبلیغ کی طرف توجہ کرنی چاہیئے۔

میں نے پچھلے سال بلکہ اس سے بھی پچھلے سال سے تبلیغ پر زور دینا شروع کیا ہے۔ اور میں دیکھ رہا ہوں کہ اسکا نتیجہ

نہایت خوشکن

نکل رہا ہے۔ اور خدا تعالےٰ کے فضل سے جماعت نہایت سرعت کے ساتھ ترقی کر رہی ہے۔ مگر یہ ترقی نسبتی ہے حقیقی نہیں۔ کیونکہ میں دیکھتا ہوں۔ کہ جماعت کے بہت سے احباب حقیقی طور پر تبلیغ کی طرف متوجہ نہیں۔ اور جو جماعت کی ترقی کی سرعت ہے۔ وہ بھی حقیقی طور پر اس لئے نہیں کہ ابھی اس مضبوطی سے ہم اپنی جماعت کی شاخیں تمام اکناف میں قائم نہیں کر سکے۔ کہ ہم کارکنوں کی ضرورت سے مستغنی ہو سکیں ؛

پس ضروری ہے۔ کہ ہم پہلے سے بھی زیادہ جوش اور اخلاص کے ساتھ کام کریں۔ کیونکہ جب تک

ہر سال لاکھوں آدمی

ہماری جماعت میں شامل نہ ہوں گے۔ اس وقت تک ہم پورے طور پر ترقی نہیں کر سکیں گے۔ بالعموم پہلی صدی ہی ایسی ہوتی ہے۔ جسمیں اللہ تعالیٰ کی قائم کردہ جماعت دنیا میں وسیع طور پر پھیل جاتی ہے۔ اور ہم یہ ترقی حاصل نہیں کر سکتے۔ جب

تک لاکھوں آدمی ہر سال ہماری جماعت میں شامل نہ ہوں۔ اور اگر ہم نے

پہلی صدی میں

ہی اپنی جماعت کو دنیا پر غالب نہ کیا۔ تو پھر اور کونسا وقت ہوگا جب ہم تبلیغ کا کام کریں گے۔ جبکہ پہلی صدی ہی اپنے ساتھ

عظیم الشان برکات

رکھتی ہے۔ اور پہلی صدی میں ہی تعلیم اور تربیت کا بہترین سامان مہیا ہوتا ہے۔ اگر ہم پہلی صدی میں تبلیغ کی طرف سے کوتاہی کرینگے تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ ایک طرف تو ہماری ترقی کو ناقابلِ تلافی صدمہ پہنچے گا۔ اور دوسری طرف ہماری جماعت کی تربیت میں بھی نقص آ جائیگا۔ کیونکہ

تبلیغی زمانہ میں

اگرچہ جماعت خود تربیت کی طرف پوری طرح توجہ نہیں کر سکتی مگر دشمنوں کی طرف سے متواتر مظالم ہوتے ہیں۔ اور وہ الٰہی سلسلہ میں داخل ہونے والوں کو مختلف قسم کی اذیتیں اور دکھ پہنچاتے ہیں۔ اس لئے ان کے ظلم و ستم اور جبر و تشدد کی وجہ سے خود بخود لوگوں کی اخلاقی اور روحانی تربیت ہوتی چلی جاتی ہے۔ پس الٰہی سلسلہ کی پہلی صدی میں تبلیغ کا کام تو دوستوں کے سپرد ہوتا ہے۔ اور تربیت کا کام دشمنوں کے سپرد۔ مگر بعد کی صدیوں میں چونکہ دشمن کم ہو جاتے ہیں۔ اور دشمنوں کے شدائد کی کمی کی وجہ سے تربیت میں نقص آ جاتا ہے۔ اس لئے اس وقت بہت سے جھگڑے پیدا ہونے شروع ہو جاتے ہیں پس اگر ہم اس وقت

تبلیغ میں سستی

ظاہر کرتے ہیں۔ تو یہ سستی تربیت پر بھی برا اثر ڈالتی ہے اور جماعت اگر تعداد کے لحاظ سے کم ہوتی ہے۔ تو دوسری طرف اس کی تربیت میں بھی کمی آ جاتی ہے۔ کیونکہ جب بھی تبلیغ سرد پڑ جائے گی۔ اسی وقت تربیت بھی سرد پڑ جائیگی۔ یہی وجہ ہے کہ دشمنوں کے مظالم دکھ اور تکالیف مومنوں کو اللہ تعالےٰ کی طرف متوجہ کرتی ہیں۔ اور یہ تکالیف ہی ایسی چیزیں ہیں۔ جو اللہ تعالےٰ کی نصرت لا کر مومن کو اللہ تعالیٰ کا

عملی مشاہدہ

کرا دیتی ہیں۔ تب وہ ایمان حاصل ہوتا ہے جو خطر سے بچاتا اور تمام لغزشوں سے انسان کو محفوظ رکھتا ہے

پس میں تبلیغ کے لئے اگرچہ پہلے بھی کئی بار احباب کو توجہ دلا چکا ہوں۔ مگر اب پھر توجہ دلاتا ہوں۔ اور دوستوں کو تاکید کرتا ہوں۔ کہ وہ اپنی سستی کو دور کریں۔ اور اس جوش سے تبلیغ کا کام کریں۔ کہ اللہ تعالےٰ کے فضل سے ہر سال لاکھوں آدمی سلسلہ میں داخل ہونے شروع ہو جائیں

تمام رنجشیں اور کدورتیں دور کر دو

مگر اس سال کے لئے علاوہ تبلیغ کے میں ایک اَور بات بھی احباب کے سامنے رکھتا ہوں۔ اور وہ یہ کہ وہ خاندان جس میں رہنے والوں کا آپس میں لڑائی جھگڑا رہتا ہو کبھی ترقی نہیں کر سکتا جب ایک معمولی گھر لڑائی جھگڑے کی وجہ سے اپنی طاقتوں کو کمزور کر دیتا ہے۔ تو اگر ایک جماعت میں لڑائی جھگڑا ہو۔ تو یہ کس قدر قابلِ افسوس بات ہوگی۔ مجھے نہایت ہی افسوس ہے۔ کہ ابھی تک ہماری جماعت میں اتحاد عمل کی روح پیدا نہیں ہوئی۔ اور کئی لوگ بہت معمولی اور ادنیٰ ادنیٰ باتوں پر آپس میں لڑتے۔ اور ایک دوسرے سے ناراض رہتے ہیں۔ میں چاہتا ہوں۔ کہ ہم اس نئے سال کو اس غرض کے لئے وقف کر دیں۔ کہ جماعت سے تمام لڑائیاں جھگڑے کفرتے اور عناد اللہ تعالےٰ کے فضل سے مٹا دیں۔

میں اپنے دوستوں سے کہتا ہوں۔ اور

میرا دوست

وہی ہو سکتا ہے۔ جو میری باتوں کو مانے۔ اور ان پر عمل کرے کہ جو اپنے دوسرے بھائی سے کسی وجہ سے نہیں بولتا۔ یا اس سے عداوت اور بغض رکھتا ہے۔ وہ میرا

یہ خطبہ سننے اور پڑھنے کے بعد

فوراً اپنے بھائی کے پاس جائے اور اس سے خلوص دل کیساتھ صلح کرے۔ اور آئندہ کے لئے کوشش کرے۔ کہ آپس میں کوئی لڑائی اور جھگڑا پیدا نہ ہو۔ اللہ تعالےٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے کہ دلوں کا مل جانا بھی

اللہ تعالےٰ کی بہت بڑی نعمت ہے

اور فرماتا ہے۔ قرآن اور رسول کے ذریعہ ہم نے تمہارے دلوں میں اتحاد پیدا کر دیا۔ فاصبحتم بنعمتہٖ اخواناً۔ پس تم خدا کی اس نعمت کے ذریعہ آپس میں بھائی بھائی بن گئے۔ وہی کلام اور وہی رسول آج بھی ہم میں موجود ہے۔ اور گو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذات ہم میں موجود نہیں۔ مگر اللہ تعالےٰ نے آپ کے فیوض جاری رکھنے کے لئے آپ کا ایک بروز ہم میں مبعوث کیا۔ اور وہ اس قدر حدیث العہد اور قریب کے زمانہ میں آیا ہے۔ کہ ابھی ہم میں سینکڑوں اسے دیکھنے والے موجود ہیں۔ پھر اس نے کلام الٰہی کو بھی اپنے معارف اور ان گروں کی وجہ سے جو اس نے قرآن مجید کے فہم کے لئے ہمیں بتائے تازہ اور زندہ کر دیا۔ پس یہ

دونوں نعمتیں

جو اتحاد کے لئے ضروری ہیں۔ آج ہم میں موجود ہیں۔ اللہ تعالےٰ کا کلام بھی ہم میں موجود ہے۔ اور اللہ تعالےٰ کا رسول بھی ہم میں موجود ہے۔ پس ہم اللہ تعالیٰ کی اس نعمت کی وجہ سے آپس میں بھائی بھائی تو بن گئے۔ اب اگر آپس میں لڑائیاں ہیں۔ جھگڑے اور تفرقے ہیں۔ رنجشیں بغض اور عداوتیں ہیں۔ تو یہ اللہ تعالیٰ کے رسول اور اس کے کلام سے دوری کی وجہ سے ہیں۔

پس ہر بغض جو

ذاتیات کی وجہ

سے ہے ہر جھگڑا جو ذاتیات کی وجہ سے ہے۔ ہر لڑائی جو دنیوی معاملات کی وجہ سے ہے۔ اور ہر کینہ جو دنیادی وجوہات سے ہے۔ اسے جسقدر جلد دور کر سکتے ہو کرو۔ تم میں سے ہر ایک شخص کا فرض ہے۔ کہ وہ یہ خطبہ دوسروں تک پہنچائے۔ اور اس خطبہ کے بعد انہیں جو پہلا موقعہ میسر ہو۔ اس میں اپنے بھائیوں سے صلح کرے۔ عناد بغض کینہ اور جھگڑے سب کو یکسر مٹا کر محبت پیار اور الفت پیدا کرے۔ اگر خطبہ سننے کے بعد کسی کو خود موقعہ نہ ملے۔ تو اس کا فرض ہے کہ وہ اور موقعہ نکال کر اپنے بھائی کے پاس جائے۔ اور اس سے اپنے

قصور کی معافی

مانگے۔ یاد رکھو۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ہے جو شخص پہلے اپنے بھائی سے معافی مانگتا ہے۔ وہ پانچسو سال پہلے جنت میں داخل ہوتا ہے۔ تم اگر خدا پر ایمان رکھتے ہو۔ اگر تمہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی باتوں پر یقین ہے۔ اور اگر تمہیں جنت کی کچھ بھی قدر ہے۔ تو اس نعمت کے حصول کے لئے دوڑو اور یاد رکھو۔ کہ پانچسو سال کا تو لمبا عرصہ ہے اگر تمہیں ایک منٹ بھی پہلے

جنت میں داخل ہونے کا موقعہ

ملتا ہے۔ تو اسے بھی ضایع مت کرو۔ تم سوچو۔ کہ ساٹھ یا ستر سالہ عمر کو با آرام گزارنے کے لئے کیا کیا کوششیں کرتے ہو۔ اور اگر تمہارا ایک سال بھی آرام سے کٹ جائے۔ تو کتنا اللہ تعالیٰ کا شکر بجا لاتے ہو۔ اور آرام کے حصول کے لئے کسقدر قربانیاں کرتے ہو۔ جب تھوڑے سے وقت کو آرام سے گزارنے کی اتنی فکر کرتے ہو۔ تو اگر تمہیں کسی عمل کیوجہ سے ایک لمبا عرصہ آرام اور راحت کا ملتا ہے۔ تو کیوں اسے ضایع کرتے ہو۔

ہاں جو

اللہ تعالےٰ کیلئے لڑائیاں

ہیں جو دین کی غیرت کے لئے لڑائیاں ہیں۔ جو اسلام کے ناموس کے لئے لڑائیاں ہیں۔ وہ بابرکت لڑائیاں ہیں۔ وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت ہیں اور ہم ان کے ہرگز مخالف نہیں۔ اور ان دینی لڑائیوں میں گو ہم دوسروں کے غلط عقائد کے مخالف ہوتے ہیں۔ مگر ہم اسے اپنی دعا سے محروم نہیں رکھتے ؎

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ان لڑائیوں کو علیحدہ کر کے کہ ان کے اور رسول ہیں جو محض اپنے نفس کی وجہ سے لڑائیاں ہیں۔ جو ذاتیات کی وجہ سے جھگڑے ہیں۔ جو اس لئے جھگڑے ہیں کہ فلاں عزت مجھے کیوں حاصل نہیں ہوئی یا فلاں مال مجھے کیوں نہیں ملا یا فلاں درجہ کیوں نہیں حاصل ہوا۔ یا مجھے امام الصلوٰۃ کیوں نہیں بنایا گیا۔ یا لین دین کے معاملات کی وجہ سے جھگڑے ہیں یہ سب بیہودگی ہیں اور ان میں سے کوئی بھی دینی جھگڑا نہیں امامت کو میں نے اس لئے شامل کر لیا ہے کہ بہت سے لوگ اس سے تفرقہ پیدا کر دیتے اور دوسروں سے بولنا چھوڑ دیتے ہیں کہ فلاں کو کیوں امام بنایا گیا۔ مجھے کیوں نہیں بنایا۔ یہ سب

نفس کے دھوکے

ہیں محض ذاتیات کی وجہ سے جھگڑے ہیں خدا کے لئے جو لڑائیاں ہوتی ہیں جو دین کے لئے ہوتی ہیں۔ اور ایسے شخص کے متعلق جو دینی لحاظ سے ہمارا دشمن ہے ہمیں یہی حکم ہے کہ اس سے اجتناب کریں۔ مگر ان دینی لڑائیوں کو چھوڑ کر باقی تمام لڑائی اور جھگڑوں کو دور کر دو کوشش کرو کہ اگلا جمعہ نہ آئے مگر ایسی حالت میں کہ تمہاری ان بھائیوں سے جن سے تم نہیں بولتے۔ جن سے تم عناد رکھتے ہو اور جن سے لڑائیاں اور جھگڑے ہیں صلح ہو۔ اور بجائے بغض کے محبت اور بجائے جھگڑے کے آپس میں الفت اور پیار ہو۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ

جمعہ کے روز

ایک ایسی گھڑی آتی ہے جس میں اللہ تعالیٰ اپنے بندہ کی دعائیں زیادہ قبول کرتا ہے۔ پس ہمیں یہ کوشش کرنی چاہیئے کہ جب اگلے جمعہ میں ہم پر وہ گھڑی آئے جو دعا کی قبولیت کا وقت ہوتا ہے تو ہم میں سے ہر شخص کا دل دوسرے کے بغض سے خالی ہو اور ہم خدا کے کلام اور اس کے رسول کی نعمت سے کامل طور پر مستفیض ہو کر فاصبحتم بنعمتہٖ اخوانا کے سچے مصداق ہوں۔

میں امید کرتا ہوں کہ امیری اس نصیحت پر جو گو مختصر الفاظ میں ہے۔ مگر نہایت ہی اہم ہے دوست توجہ کریں گے۔

میرا گلا چونکہ خراب ہے اس لئے میں زیادہ تقریر نہیں کر سکتا۔ بعض دفعہ تو معمولی باتیں کرنے کی وجہ سے بھی

گلے میں درد

ہو جاتا ہے۔ جلسہ سالانہ میں تقریریں کرنے کی وجہ سے گلے میں تکلیف ہو گئی۔ اور یہ تکلیف اس قدر زیادہ ہو گئی کہ ایک دن گلے سے آواز ہی نہیں نکلتی تھی اور بعض دفعہ میں آہستہ بھی نہیں بول سکتا تھا اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے گو پہلے کی نسبت بہت سا افاقہ ہے مگر چونکہ تکلیف باقی ہے اس لئے میں زیادہ بول نہیں سکتا۔ مگر میں دوستوں کو اس قدر اور کہہ دینا چاہتا ہوں کہ اب رمضان شروع ہونے والا ہے جو اپنے ساتھ

بہت بڑی برکات

لاتا ہے۔ ان برکات سے کامل طور پر فائدہ اٹھانے کے لئے ضروری ہے کہ اپنی رنجشوں کو دور کر دو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ وہ لوگ جو خدا کے لئے آپس میں دوستیاں کرتے ہیں وہ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ کے سایہ کے نیچے ہوں گے۔ اور ہم ہرگز یہ تسلیم نہیں کر سکتے کہ جو شخص قیامت کے روز اللہ تعالیٰ کے سایہ کے نیچے ہو گا وہ اس دنیا میں اس کی رحمت کے سایہ تلے نہ ہو پس اپنے بھائیوں سے جلد تر صلح کر لو تا اس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کی رحمت کے سایہ تلے جگہ پاؤ اور یاد رکھو کہ رحمت ایسی چیز نہیں جس کی ہمیں ضرورت نہ ہو۔ بلکہ مومن کو ہر وقت اللہ تعالیٰ کی رحمت کی ضرورت ہوتی ہے۔

حضور جب دوسرا خطبہ پڑھنے کے لئے کھڑے ہوئے تو فرمایا۔

میں نے جو خطبہ پڑھا ہے اس میں میں پھر ان لوگوں کو مخاطب کر کے جو اپنے آپ کو نمبردار سمجھتے ہیں کہتا ہوں کہ ان میں سے کوئی شخص یہ خیال نہ کرے کہ میں مظلوم ہوں اس لئے دوسرے سے کیوں صلح کروں۔ اس لئے کہ

مظلوم کو صلح کی زیادہ ضرورت

ہوتی ہے۔ کیونکہ جو شخص صلح میں ابتداء کرتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی نعمت کا وارث بنتا ہے۔ پس اگر اس موقعہ پر بھی ظالم نے ہی ابتداء کی۔ تو اسے دونوں لحاظ سے فائدہ رہا اس نے یہاں مار پیٹ بھی لیا اور اگلے جہان میں بھی ثواب کا وارث بن گیا۔ پس وہ لوگ جو اپنے آپ کو نمبردار سمجھتے ہوں انہیں بھی سمجھ لینا چاہیئے کہ خواہ وہ اپنے آپ کو مظلوم سمجھتے ہوں تب بھی ان کو

پہلے صلح کرنی چاہیئے

تا ایسا نہ ہو کہ وہ اس جہان میں بھی مظلوم رہیں اور اگلے جہان میں بھی ثواب حاصل نہ کر سکیں ضروری ہے کہ خواہ کوئی مظلوم ہو تو بھی اپنے بھائی کی طرف صلح کے لئے بڑھے۔ اور اپنی باہمی رنجشوں کو دور کر دے۔

احمدی مناظرین کی کامیابی کا اعتراف

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جس علم کلام کی بنیاد رکھی ہے وہ لاجواب ہے تحریری طور پر آپ نے جو قیمتی اور بیش بہا ذخیرہ کتب کی صورت میں مہیا فرمایا۔ وہ اچھوتے اور ناسفتہ موتیوں کی حیثیت رکھتا ہے۔ تقریری طور پر بھی حضور علیہ السلام نے جو طریق خطاب جاری کیا۔ وہ بے مثال ہے۔

معاندین احمدیت نے ظاہری طور پر ہمیشہ یہی کہا اور لکھا کہ احمدی مناظرین کو شکست ہو گئی۔ احمدیت کی چالیس سالہ تاریخ میں غیر احمدیوں کے زعم میں سلسلہ احمدیہ شکست پر شکست کھاتا رہا۔ لیکن اس کے افراد اور جان نثاروں میں روز افزوں ترقی ہوتی رہی۔ اس بنا پر تو ہم خوش ہیں۔ کہ "ہماری شکست" ان کی "فتح" سے زیادہ موثر اور بار آور ہے۔ لیکن اس بات کا رنج ہوتا ہے۔ کہ یہ لوگ کب تک حق کو چھپانے کی کوشش کرتے جائیں گے معلوم ہوتا ہے۔ وہ دن قریب آ رہے ہیں۔ جب مخالفین کھلم کھلا احمدیت کے مقابلہ میں اپنے عجز کا اعتراف کر لیا کریں گے۔ ذیل میں بے حد متعصب اخبار "اہلحدیث" کے چند الفاظ درج کئے جاتے ہیں۔ جن سے ظاہر ہے۔ کہ دبے لفظوں میں تو اب بھی وہ احمدی مناظرین کی فتح کا اقرار کر رہا ہے لکھا ہے:-

"میں نے بغور دیکھا ہے کہ مرزائی مناظر چھوٹتے ہی پانچ دس غیر متعلق آیات کی ایک خارج از مبحث احادیث مرزا صاحب کے چند ایک مہمل اور وسیع المعانی الہامات پیش کر دیا کرتے ہیں ..... مرزائی اصحاب کا اس روش کو اختیار کرنا نہایت بڑی دور اندیشی ہے۔ مقصود ان کا یہ ہوتا ہے۔ کہ مخالف مجیب ہماری ان پیش کردہ باتوں میں الجھ رہے اور دوسری باتوں میں اسے مرزا صاحب کی قلعی کھولنے (یعنی خلط مبحث کا) کا موقعہ ہی نہ ملے جہاں محمدی مناظر ان کی اس شاعرانہ چالبازی سے واقف نہیں ہوتا ان کا یہ مقصود حاصل ہوتا رہتا ہے"

وہ لوگ جو الفاظ کی تہ تک جانے کے عادی ہیں غور کریں گے "اہلحدیث" کیا کہہ رہا ہے۔ احمدی مناظرین کے طریق کار کے بیان میں اس کی دشمنی کو الگ کر کے یہ تو ظاہر ہے۔ کہ وہ قرآن مجید کی آیات اور احادیث صحیحہ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہامات سے حضور علیہ السلام کی صداقت ثابت کیا کرتے ہیں اور غیر احمدی مناظر دیانتداری سے اس کا جواب نہیں دے سکتے سوائے اس کے کہ خلط مبحث کریں اور استہزاء سے کام لیں (ابو العطاء

کامل الایمانی کا عملی ثبوت

جناب سیٹھ عبداللہ الہ دین کا قابل قدر ایثار

جناب سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحب سکندرآباد حیدرآباد دکن تحریر فرماتے ہیں:-

"خاکسار نے ۱۹۱۸ء میں اپنی جائداد کے ⅒ حصہ کی وصیت صدر انجمن احمدیہ قادیان کے حق میں کی تھی۔ مگر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے چونکہ یہ ارشاد فرمایا ہے کہ "وصیت کرتے ہوئے احباب کو یہ بھی خیال رکھنا چاہیئے۔ کہ خدا تعالیٰ نے جو اعلیٰ حصہ مقرر کیا ہے۔ وہ ⅓ ہے اور ہر مومن کو کوشش کرنی چاہیئے۔ کہ زیادہ سے زیادہ حصہ کی وصیت کرے۔ ہاں اگر مجبوریوں کی وجہ سے ⅓ حصہ کی وصیت نہ کر سکے تو ¼ کی کرے۔ اور اگر ¼ حصہ کی نہ کر سکے۔ تو ⅕ حصہ کی کرے۔ اور اگر ⅕ حصہ کی نہ کر سکے۔ تو ⅙ حصہ کی کرے۔ اور اگر ⅙ حصہ کی نہ کر سکے۔ تو ⅐ حصہ کی کرے۔ اور اگر ⅐ حصہ کی نہ کر سکے۔ تو ⅛ حصہ کی کرے۔ اور اگر ⅛ حصہ کی نہ کر سکے تو ⅑ حصہ کی کرے۔ اگر کچھ بھی نہ کر سکے۔ تو ⅒ حصہ کی کرے۔"

اس لئے میں اپنی ⅒ حصہ کی وصیت میں حسب ذیل اضافہ کرکے ⅓ حصہ کی کرتا ہوں:-

(۱) اس وقت خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے اور سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی دعا کے طفیل میری منقولہ اور غیر منقولہ جائداد قریباً اسی ہزار روپیہ سکہ عثمانیہ کی ہے۔ اس کے ⅓ حصہ کے حساب سے ۸-۰-۲۶۶۶۶ روپے کی وصیت کرتا ہوں۔ میں نے اس سے پیشتر ۵۰۰۰ روپیہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کو ادا کر دیا ہوا ہے۔ وہ منہا کرکے باقی اب ۸-۰-۲۱۶۶۶ واجب الادا ہے۔

اس رقم کی ادائیگی کے لئے میں اپنا ایک دو منزلہ مکان جو حال ہی میں میں نے حیدرآباد دکن میں احمدیہ جوبلی بلڈنگ کے نام سے تیار کرایا ہے۔ اور جس پر ۲۶۰۰۰ روپیہ سے زائد خرچ ہوا ہے۔ وہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کے حوالہ کرتا ہوں۔

اسی مکان کے نیچے کے حصہ میں چار دوکانات ہیں جو کرایہ پر دی ہیں۔ اور اوپر کے حصہ میں ایک ہال ہے جو انشاء اللہ مرکزی سلسلہ کاموں کے لئے استعمال کیا جائیگا۔ ان دوکانات کا جو کرایہ وصول ہو رہا ہے اس کی ماہوار اوسط آمدنی ساٹھ روپیہ سکہ عثمانیہ ہے۔ آئندہ کے لئے نہیں کہہ سکتے۔ کہ کرایہ میں زیادتی ہوگی یا کمی۔ مگر جب تک میں زندہ ہوں۔ توکل علی اللہ اس سارے مکان کا ماہوار کرایہ ایک سو روپیہ سکہ عثمانیہ یا ۸۰ روپے انگریزی انشاء اللہ تعالیٰ ہر ماہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کو روانہ کرتا رہوں گا۔ اور میری وفات کے بعد بھی انشاء اللہ تعالیٰ اسی طرح جماعت ہائے سکندرآباد و حیدرآباد ادا کرتی رہیگی۔

چونکہ اس مکان کی لاگت ۲۶ ہزار روپیہ ہے۔ اور مجھے ادا دہندہ وصیت ۸-۰-۲۱۶۶۶ ادا کرنا ہے۔ اس طرح مجھے ۸-۰-۴۳۳۳ رقم وصول ہونی چاہیئے۔ جو میری طرف سے تین سال کے پیشگی کرایہ کے حساب میں شمار کی جائے۔ اس کے بعد یعنی یکم جنوری ۱۹۳۹ء سے حسب تحریر مندرجہ بالا ماہوار ایک سو روپیہ سکہ عثمانیہ یا انگریزی ۸۵ روپئے صدر انجمن احمدیہ قادیان کو ادا کیا جاتا رہیگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام الوصیت صفحہ ۱۶ میں یہ ارشاد فرماتے ہیں۔ کہ

"جس کا مال دائمی مدد دینے والا ہوگا۔ اس کو دائمی ثواب ہوگا۔ اور خیرات جاریہ کے حکم میں رہیگا۔"

امید ہے۔ کہ خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے یہ مکان سلسلہ کو دو طرح سے دائمی مدد دینے والا ہوگا۔ ایک بذریعہ ماہوار کرایہ کے۔ اور دوسرے بذریعہ استعمال ہال برائے تبلیغ

اس کے علاوہ یہ احمدیہ جوبلی بلڈنگ خدا تعالیٰ کے فضل کا ایک عظیم الشان نشان ہے۔ اس لئے خاکسار کی یہ ادنیٰ خواہش ہے۔ کہ اس کو آئندہ فروخت کرنے کا خیال نہ فرمایا جائے۔ تا یہ الٰہی نشان ہمیشہ قائم رہے۔ اور خاکسار بھی دائمی ثواب سے محروم نہ ہو جائے۔

اگر خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے آئندہ میری جائداد میں اور اضافہ ہوگا۔ تو اس کا بھی ⅓ حصہ ادا کیا جائیگا۔ انشاء اللہ

جناب سیٹھ صاحب موصوف کی اس قربانی اور ایثار کو دیکھتے ہوئے کہنا پڑتا ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں۔ جن کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے جنتی ہونے کی خوشخبری دی ہے۔ اور بار بار ان کے لئے دعا فرمائی ہے۔

اللہ تعالیٰ جناب سیٹھ صاحب کی اس قربانی کو قبول فرمائے اور خدمات دین کے بہترین مواقع عطا فرمائے۔ آمین

علاوہ ازیں سیٹھ صاحب نے اپنی ماہوار آمدنی کی وصیت بھی کی ہوئی ہے۔ جس میں ہر ماہ تخمیناً ۱۲۵ روپیہ وصول ہو رہا ہے

اللھم زد فزد

سیکرٹری مجلس مقبرہ بہشتی قادیان

میں کس طرح احمدی ہوا

بندہ ۱۹۲۱ء میں بغداد میں تھا۔ وہاں میرے لئے جماعت احمدیہ میں داخل ہونیکے اول محرک مسلمانوں کے عام اخلاق اور خصوصاً علماء کی تنگدلی تھی۔ میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کا مطالعہ شروع کیا۔ احمدیوں کے آپس میں اخلاص اور محبت کو میرا دل پہلے سے ہی محسوس کرتا تھا۔ کتب کے مطالعہ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صحیح تصویر میرے سامنے آگئی۔ اور میرا دل آپکی سچائی کا قائل ہو گیا۔ مگر پرانے خیالات جن کا اثر میرے دل پر تھا یعنی حضرت مسیح علیہ السلام کا آسمان سے نازل ہونا۔ اور حضرت مہدی کا تلوار سے جنگ کرنا ان کا نکلنا آسان بات نہ تھی عجیب کشمکش تھی۔ اتفاق سے ان دنوں راشن سٹور کے متعلق مجھ پر مقدمہ بن گیا۔ میں دوران مقدمہ میں بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب دیکھتا رہتا۔ اس وجہ سے میرے دوسرے دوست سخت مخالف تھے۔ یہاں تک کہ مقدمہ کے دوران میں سب کیمپ کے آدمی کہنے لگ گئے۔ کہ یہ اس کو مرزائی ہونے کی سزا مل رہی ہے یہاں تک کہ کیمپ میں اسباب کا عام چرچا تھا۔ کہ اسے کم از کم دو سال سزا تو ضرور ہو گی۔ ان باتوں نے مجھ پر کاری ضرب لگائی اس وقت میرے دل میں عجیب درد تھا۔ میں نے دعا کی۔ کہ اے مولا کریم دلوں کی کوئی بات بھی تجھ سے پوشیدہ نہیں۔ یہ الزام مجھ پر محض اس وجہ سے لگایا جاتا ہے۔ کہ میں حضرت مرزا صاحب کی کتابوں کو دیکھتا ہوں۔ اور جن سے مجھ پر یہ بات منکشف ہو گئی ہے کہ ان کتابوں کا مصنف ہرگز ہرگز جھوٹا نہیں۔ اور دوسری طرف میرا دل مطمئن نہیں۔ تو سچا فیصلہ کر۔ اور فیصلہ کی علامت میں نے یہ رکھی۔ کہ اگر میں بری ہو گیا۔ تو پھر سلسلہ احمدیہ میں داخل ہو جاؤنگا۔ انہی خیالوں میں مجھ پر ایسی حالت طاری ہو گی جو نیند اور جاگنے کے درمیان تھی۔ ایک نظارہ میرے سامنے آیا۔ نظارے سے پیشتر میں محسوس کرتا ہوں۔ کہ میرے دانتوں کے درمیان گوشت کا ٹکڑا رکا ہوا ہے۔ جس سے میں بہت تکلیف میں ہوں۔ کہ اچانک دو سوار عربی فیشن کے جبے پہنے نمودار ہوئے گھوڑے بہت اعلیٰ تھے۔ اور ایک ہی وضع کے تھے۔ دونوں کی قدم بوسی کرنے کو میرا دل چاہا۔ مگر ساتھ ہی خیال آیا۔ کہ میں تو زیر حراست ہوں۔ ان کے پیچھے ان کا ایک خادم تھا۔ میں نے اس سے اشارے سے پوچھا۔ کہ یہ کون ہیں۔ اس نے جواب دیا۔ دائیں طرف آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور بائیں طرف حضرت مسیح موعود ہیں۔ شکل و شبہات میں دونوں ایک سے تھے۔ فرق صرف یہ تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تیلے اور مجھے معلوم ہوتے ہیں۔ اور مسیح موعود ذرا بھاری۔ انہوں نے پیچھے دیکھ کر نوکر کو اشارہ کیا۔ نوکر آدمی اشارہ کے ساتھ میری طرف آیا۔ ایک ہاتھ میری پشت پر رکھا۔ اور دوسرے ہاتھ سے میرے دانتوں سے گوشت کا ٹکڑا نکال دیا۔ ٹکڑا نکلتے ہی سوار غائب ہو گئے۔ اور مجھے ہوش آگئی۔ مجھ پر اس نظارہ کا اس قدر اثر ہوا۔ کہ مجھے یقین ہو گیا۔ کہ میں [illegible] بری ہو جاؤنگا۔ اور اسی وقت ایک سپاہی سے خط منگوا کر قادیان بیعت کا خط لکھ دیا۔ مستری فقیر احمد صاحب جو گوجرانوالہ کے رہنے والے تھے۔ میرا کھانا لایا کرتے تھے۔ جب ایک ٹائم کھانا لائے۔ تو میں نے ان سے کہا۔ کہ میں بالکل بری ہو جاؤں گا۔ چنانچہ دوسرے دن میرا مقدمہ پیش ہوا۔ اور میں بری ہو گیا

اس طرح خدا تعالیٰ نے مجھے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کو قبول کرنے کی توفیق بخشی۔ (خاکسار سراج الدین ٹھیکیدار خان پور ریاست بہاولپور)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

35

آل انڈیا مسلم لیگ کا اجلاس دہلی میں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جناب چودھری ظفر اللہ خاں صاحب کا خطبۂ صدارت

(گذشتہ سے پیوستہ)

معاملہ کشمیر

جہاں تک مجھے علم ہے آل انڈیا کشمیر کمیٹی نے واقعات کشمیر کے متعلق ابتداء ہی سے یہ طرز عمل اختیار کر رکھا ہے کہ ریاستوں کے معاملات پر خارج سے کوئی ایسا دباؤ نہ ڈالا جائے جو آگے چل کر نہ صرف ریاستوں بلکہ باقی ہندوستان کے لئے بھی ناجائز مداخلت کا موجب ہو۔ اس نے ہمیشہ عدل و انصاف کے نام پر مہاراجہ کشمیر اور انگریزی حکومت دونوں سے یہ درخواست کی ہے کہ وہ آئین اور اصول کا لحاظ رکھیں۔ البتہ اس نے باشندگان کشمیر کی مالی امداد ضرور کی ہے اور کسی ایسے مشورے سے دریغ نہیں کیا جس کی انہیں ضرورت ہوئی یہ وہ حدود ہیں جن سے کشمیر کمیٹی نے کبھی تجاوز نہیں کیا۔ ایک دوسرا اصول جو ہمیشہ اس کے سامنا رہا وہ یہ ہے کہ اس کی امداد و ہمدردی صرف ان معاملات تک محدود رہے جن کا تعلق شہریت وانسانیت کے ابتدائی حقوق سے ہے کوئی شخص یہ نہیں کہہ سکتا کہ یہ ریاستوں کے اندرونی معاملات ہیں۔ جہاں کہیں ان معاملات کے متعلق کوئی آواز اٹھے اس کا جواب دینا ضروری ہے اس لئے کہ اگر ایسا نہ ہو تو پھر ظلم و استبداد کے روکنے کا کوئی علاج نہ ہوگا اور انسان کی ترقی یک قلم رک جائے گی۔ آل انڈیا کشمیر کمیٹی نے اپنے ذرائع کو ہمیشہ انہی باتوں تک محدود رکھا اور جہاں تک ہو سکا باشندگان کشمیر کی امداد و اعانت کی ہے۔

آپ ان غیر معمولی اور زبردست قربانیوں سے ناواقف نہیں ہیں جو مسلمانان ہندوستان اور بالخصوص مسلمانان پنجاب نے اس بارے میں کی ہیں۔ ممکن ہے ہمیں ان میں سے چند ایک باتوں سے اختلاف ہو اور ہم یہ سمجھتے ہوں کہ اہل کشمیر کی امداد و معاونت اور ان سے اظہار ہمدردی کے لئے جو طریقے اختیار کئے گئے ان میں سے بعض دانائی سے بعید اور منفعت اور دوراندیشی سے خالی ہیں لیکن ہم سب کو اس جذبہ اخوت کی تعریف اور قدر کرنی پڑیگی جس کا ان سے اظہار ہوتا ہے۔

حضرات ہماری یہ قربانیاں رائیگاں نہیں گئیں۔ مسلمانان کشمیر کے معاملات اب اس منزل پر آگئے ہیں کہ اگر ان کو دانشمندی سے طے کر لیا گیا تو اس سے بہترین نتائج مرتب ہو سکتے ہیں بہترین رہنما صرف وہ نہیں ہے جس کو یہ علم ہو کہ کب اور کس طرح کسی مہم کو شروع کرنا چاہیئے۔ اس میں یہ صلاحیت بھی موجود ہونی چاہیئے کہ وہ مناسب وقت پر اس مہم کو روکنے کا فیصلہ کر سکے اس قابلیت کے نہ ہونے سے اکثر فتحیں شکست سے بدل گئی ہیں ہمارے ان ابتدائی مطالبات کے متعلق کہ اہل کشمیر کی سیاسی شکایات اور نااہلیتوں اور ان مظالم کی جن کو اس دلیرانہ جدوجہد میں روا رکھا گیا جو انہوں نے عدل وانصاف کے نام پر شروع کی تھی آزاد اور غیر جانبدارانہ تحقیق کی جائے اس وقت دونوں کمیشن اپنا کام کر رہے ہیں۔ آل انڈیا کشمیر کمیٹی اور جماعت احرار کی کوششوں کی بدولت اب تمام اہل ہند اور انگریزی اور ہندوستانی حکومتوں کی توجہ معاملات کشمیر پر ہے اور وہ منزل آگئی ہے جب ہماری ساری جدوجہد مسلمانان کشمیر کی مالی اور قانونی امداد پر مرتکز ہو جانا چاہیئے تاکہ وہ اپنے معاملے کو بہتر سے بہتر شکل میں تحقیقاتی مجالس (کمیشن) کے سامنے پیش کر سکیں۔ لیکن اگر ہماری کوششیں کوئی دوسری راہ اختیار کرتی رہیں تو ان سے کوئی فائدہ مترتب نہ ہوگا بلکہ ایک گونہ نقصان پہونچنے کا بھی احتمال ہے۔ میں گذارش کرونگا کہ آپ تمام حالات پر ایک دفعہ پھر غور و فکر کی نظر ڈالیں اور اپنی تمام مساعی کو اس سمت میں ڈال دیں جس سے بہترین نتائج مرتب ہونے کی توقع ہو۔

انارکی

حضرات! اس کے بعد جس مسئلے پر آپ کو توجہ مبذول کرانی ہے۔ وہ اس ملک کے انقلابی جرائم ہیں جن میں اندیشناک اضافہ ہو چلا ہے اور جن کی شہادت گذشتہ چند مہینوں کے خوفناک واقعات سے ملتی ہے۔ اگر انارکی کی اس شدید لہر کو فوراً روک نہ دیا گیا۔ تو سمجھ لیجئے کہ اس سے ہندوستان کے امن و خوشحالی اور آیندہ ترقی کیلئے کیا خوفناک نتائج مرتب ہونگے۔ اس ملک کی بعض جماعتوں کا رجحان بالعموم یہ ہے کہ وہ اس قسم کے جرائم کو انتہائی منافرت سے دیکھنے کے باوجود محض اس بات کو کافی سمجھتی ہیں۔ کہ جب کبھی کوئی ایسا واقعہ پیش آئے تو اس کی مذمت کر دی جائے ان کا خیال ہے کہ اس معاملے کا تعلق صرف انارکسٹوں اور حکومت سے ہے آپ مجھ سے اتفاق کریں گے کہ یہ روش کسی ایسی جماعت کے شایان شان نہیں ہو سکتی جو اپنے ملک کی عظمت اور فلاح و بہبودی کو دل سے عزیز رکھتی ہو۔ ان واقعات پر اظہار نفرت کے لئے ہمارے الفاظ کتنے بھی سخت کیوں نہ ہوں۔ ہمارے لئے صرف اتنا ہی کافی نہیں۔ ہمیں چاہیئے کہ انارکی بدامنی اور دہشت انگیزی کی تمام قوتوں کے انسداد کے لئے عملاً اقدام کریں اور اپنے ملک کی عزت اور نیکنامی کو برقرار رکھنے کے لئے جس طرح بھی بن پڑے۔ ان بہیمانہ اور انسانیت سوز جرائم کا خاتمہ کر دیں۔ اگر اس قسم کے جرائم کا سلسلہ جاری رہا۔ تو اس کا نتیجہ یہی ہو سکتا ہے کہ یا تو اس ملک میں ایک عسکری حکومت قائم ہو جائے یا ہر طرف انارکی اور بدنظمی پھیل جائے۔ جس میں انسان کی جان و مال اور اس کی عزت و وقعت کا کسی کو احترام نہیں رہیگا۔ دونوں صورتوں میں اس ملک کے باشندوں پر جن کی غیر معمولی اکثریت امن پسند اور قانون کی متابعت کرنیوالے شہریوں پر مشتمل ہے زبردست مصائب اور تکالیف نازل ہونگی۔ اس وقت جبکہ ابھی اس تحریک کا تعلق مٹھی بھر انقلاب پسند جماعتوں سے ہے جن میں دس بیس مغلوب الغضب اور غلط کار مگر نڈر اور جان پر کھیل جانیوالے نوجوان کام کر رہے ہیں یہ بالکل ممکن ہے کہ ہم اپنی متفقہ کوششوں سے اس شر کا خاتمہ کر دیں۔ اس امر کی کافی شہادت موجود ہے کہ ان جماعتوں کی خفیہ سرگرمیوں میں حال ہی میں بہت کچھ اضافہ ہو گیا ہے لہذا جب تک ان لوگوں کے خلاف کچھ عرصہ تک قوت و عزم سے کام نہ لیا گیا یہ سب تحریکیں اس ملک کی پرامن زندگی کیلئے قلم کھلا خطرے کا باعث ہو جائینگی۔ ہمیں اس امر کا افسوس ہے کہ اس صورت حالات کے تدارک کیلئے شدید ذرائع سے کام لینا پڑا لیکن ہمارا خیال ہے کہ اگر حکومت ایسا نہ کرتی تو وہ اپنے اس ابتدائی فریضے کو کہ ملک میں امن وامان قائم رکھا جائے سرانجام دینے میں قاصر رہتی۔ ہمیں امید ہے کہ ہم میں سے جو لوگ دیانتداری سے یہ رائے رکھتے ہیں کہ اس قسم کی تحریکیں غیر متشدد اور امن پسندانہ ترقی کی راہ میں حائل ہیں انکی اور حکومت کی کوششوں سے شر و فساد کا بہت جلد خاتمہ ہو جائیگا اور جو لوگ آج کل اس فتنے میں الجھ گئے ہیں وہ اپنے لئے ان سے زیادہ پرمنفعت مشاغل کی فکر کرینگے۔ ظاہر ہے کہ اس صورت میں خاص قوانین و ضوابط کی ضرورت نہیں رہیگی بحالت موجودہ ہر امن پسند شہری کا جو اپنے ملک کی فلاح و ترقی کو واقعی عزیز رکھتا ہے یہ فرض ہے کہ حتی الوسع اس امر کی کوشش کرے کہ اس ملک میں جلد سے جلد امن پسندانہ فضا قائم ہو۔

مجھے اجازت دیجئے۔ کہ اس سلسلے میں اتنا اور عرض کر دوں۔ کہ جن لوگوں کے زور کلام اور تحریص و ترغیب نے اثر پذیر نوجوانوں کے دلوں میں انقلابی خیالات کے بیج بوئے ہیں وہ اس الزام سے یکسر بریت کا دعویٰ نہیں کر سکتے۔ کہ یہ سب کچھ انہیں کی جوش انگیز اپیلوں کا افسوسناک نتیجہ ہے۔ جب کبھی کسی مخرّبانہ سرگرمی کا پتہ چلتا ہے۔ تو بے شک اس ملک کی تمام سیاسی جماعتیں اور حکومت سب کی سب اس کی مذمت کرنے لگتی ہے۔ لیکن جب کبھی حکومت نے ان سرگرمیوں کے انسداد کے لئے کوئی قدم اٹھایا ہے۔ تو بدقسمتی سے ہمارے رہنماؤں کے ایک ذی اثر طبقے نے اس کی اتنی ہی بلکہ اس سے بڑھ کر مذمت کی ہے۔ میں ان کی نیتوں پر اعتراض نہیں کروں گا لیکن مجھے معاف کیا جائے۔ اگر میں یہ کہوں۔ کہ اس سے انقلاب پسند طبقہ بآسانی یہ نتیجہ نکال سکتا ہے کہ ان لوگوں کی ہمدردیاں دراصل انہیں کے ساتھ ہیں۔ گویا ان کا انقلابی سرگرمیوں کی مذمت کرنا محض ایک دکھاوا اور نمائش ہے۔ اگر ان رہنماؤں کی فی الواقعہ یہ خواہش ہے۔ کہ اس قسم کے غلط کار نوجوان صحیح خیالات اور صحیح طرز عمل اختیار کریں۔ تو ان کے لئے ضروری ہوگا۔ کہ دوسری جماعتوں کے ساتھ اس طرح مل کر کام کریں۔ جس سے ہر انقلاب پسند یہ سمجھ لے۔ کہ اس کی سرگرمیوں کو حقیقتاً انتہائی نفرت اور حقارت کی نظر سے دیکھا جاتا ہے۔ اس طرح اس شر و فساد کا بڑی حد تک خاتمہ ہو جائے گا۔ مجھے یقین ہے۔ کہ جو نوجوان اپنی زندگی کو خطرے میں ڈال کر بے گناہ لوگوں کی جان لیتے ہیں۔ ان میں اپنے وطن کی اعلیٰ سے اعلیٰ خدمات بجا لانے کی صلاحیت موجود ہے۔ ہم سمجھتے ہیں۔ کہ وہ جو کچھ کرتے ہیں حب الوطنی کے جذبے سے مجبور ہو کر کرتے ہیں۔ اور خدمتِ ملک کے راستے میں اپنی عزیز ترین متاع کو بھی قربان کرنے کے لئے آمادہ ہیں لیکن ہمارا یہ بھی خیال ہے۔ کہ ان کا یہ جوش سراسر غلط ہے۔ وہ اپنی سرگرمیوں سے منظم آزادی کی برکتیں حاصل نہیں کر سکتے۔ برعکس اس کے ان کا نتیجہ بے پناہ ظلم و تعدی اور غیر محدود اختیارات کے سوا اور کچھ نہ ہوگا۔ ہمیں اس امر کا تہیہ کر لینا چاہیئے۔ کہ خدمت ملک کے لئے حتی الوسع ان قیمتی جانوں کو محفوظ رکھنے کی کوشش کریں اگر ہم نے اپنا یہ فرض پورا نہ کیا۔ تو گویا ہم اپنے نوجوانوں کے ایک مفید اور کارآمد طبقے کو بیکار ضائع کر دیں گے ؛

لیگ کا آئین

حضرات ! اب میں ایک ایسے مسئلہ کی طرف اشارہ کروں گا جس کا تعلق براہ راست اس انجمن سے ہے۔ جس کے ایک سالانہ اجلاس کی صدارت کا اس وقت مجھ کو شرف حاصل ہوا ہے۔ گزشتہ پچیس سال میں آل انڈیا مسلم لیگ نے سیاسیات کی دنیا میں مسلمانانِ ہندوستان کی بڑی بڑی خدمات انجام دی ہیں۔ اور میں آپ کی طرف سے اپنی قوم کی ان نامور افراد کا دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے اس لیگ کی بنیاد رکھی۔ اور گزشتہ پچیس سال میں اس کی سرگرمیوں کی رہنمائی کرتے رہے اب دو چار سالوں سے ہماری قوم میں لیگ کے متعلق وہ جوش و سرگرمی مفقود ہے جس کا گزشتہ اجلاسوں میں اظہار ہوا کرتا تھا۔ تو اس کی وجہ محض یہ ہے کہ ہندوستان کی سیاسی فضا کچھ ایسی مکدر اور تاریک ہے۔ اور اس میں اتنی متضاد و موافق لہریں دوڑ رہی ہیں۔ کہ خود ہماری قوم کی توجہ منتشر اور پراگندہ ہے لیکن کیا اس سبب سے بجائے خود ایک علاج کا پتہ نہیں چلتا۔ کیا اس صورت حالات کا تقاضا یہ نہیں ہے کہ لیگ کے آئین میں کچھ ایسی ترمیمات کر دی جائیں۔ جن سے وہ تمام مسائل جو کسی نہ کسی طرح سے مسلمانانِ ہند کی سیاسی اور معاشی زندگی سے متعلق ہیں۔ لیگ کے دائرہ عمل میں آ جائیں۔

اس قسم کی ایک جماعت کی ضرورت عیاں ہے۔ اکثر یہ دعویٰ کیا جاتا ہے۔ کہ ایسی انجمنیں ہمیشہ فرقہ وارانہ امور پر زور دیا کرتی ہیں۔ لہٰذا ان کا وجود قوم کے نشوونما کے لئے مضر ہے لیکن یہ ایک بے حقیقت سا دعویٰ ہے۔ اس ضمن میں اس امر کا بھی خیال کر لینا چاہیئے۔ کہ مذہب اسلام محض فلسفیانہ افکار کا ایک مجموعہ نہیں۔ بلکہ اس کا مقصود یہ ہے۔ کہ انسانی ہستی کے تمام پہلوؤں میں نظم و انضباط پیدا کرے۔ خواہ ان کا تعلق سیاست و معیشت سے ہو یا معاشرت سے اسلام نے ان سب پہلوؤں کے متعلق تفصیلی ہدایات دی ہیں۔ اور اس طرح اس نے ایک باقاعدہ سیاسی عمرانی اور تمدنی نظام قائم کر دیا ہے۔ اگر ہم نے اس کو ترک کر دیا۔ تو ہماری جماعت میں اختلال و انتشار رونما ہو جائیگا پھر ایک ایسے ملک میں جہاں مسلمان اقلیت کی زندگی بسر کرتے ہیں۔ ایک ایسی انجمن کا وجود ناگزیر ہے جو اسلامی اصول کے تحت مستقلاً ہمارے سود و بہبود کی نگہداشت کرتی رہے۔ اگر اس قسم کی کوئی انجمن قائم نہ ہوئی۔ تو ظاہر ہے۔ کہ ہماری ملت کا مستقبل خطرے میں ہوگا۔ یہ انجمن مسلمانوں کے داخلی تنظیم کا بھی خیال رکھے گی اور کوشش کرے گی۔ کہ ان کی مساعی عمل کسی میدان میں بھی اس ملک کی دوسری جماعتوں سے پیچھے نہ رہیں۔ یہ ایک کھلی ہوئی حقیقت ہے۔ کہ اگر مسلمان جن کی تعداد اس قدر زیادہ ہے۔ اور جن کا باہمی رشتہ نہایت درجہ استوار اور مستحکم ہے اگر سیاسیات و معاشیات کی دنیا میں اسی طرح ایک اٹل حقیقت پر قائم رہے تو وہ ایک ایسی دشواری ہوگی۔ جو باقی ہندوستان کی ترقی میں بھی حائل رہے گی۔ یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ اسلام نے جماعت انسانی کے متعلق جو نصب العین قائم کیا ہے۔ وہ اتحاد نسل و جماعت یا اتحاد قوم و وطن سے بہت زیادہ وسیع اور بالاتر ہے اس نصب العین کی موجودگی میں کوئی معقول اور سمجھدار مسلمان یہ کوشش نہیں کریگا کہ جماعت و امم یا قوموں اور ملتوں کے درمیان اتحاد و اتفاق کے روابط قائم نہ ہوں نیشنلزم یعنی وطنیت و قومیت کا مقصود صرف اس قدر ہے۔ کہ کسی ملک کے اندر جماعات کے درمیان جو اختلافات موجود ہوں۔ ان کو دور کر دیا جائے۔ برعکس اس کے اتحاد انسانی کا تخیل اس امر کا مقتضی ہے۔ کہ ہم انسان کے باہمی ربط و تعلق کا دائرہ ہر وقت وسیع کرتے رہیں۔ لہٰذا جس مذہب کے پیرو اتحاد انسانی پر یقین رکھتے ہیں۔ دوسری قوموں کی جانب ہمیشہ مودت و اتفاق کا ہاتھ بڑھائیں گے۔ اور کبھی اس جرم کے مرتکب نہیں ہوں گے۔ کہ اس مقصد عظیم کی راہ میں حارج ہوں۔ یہ اسی تخیل کا نتیجہ ہے۔ کہ مسلمانانِ ہند اکثر اپنی ضروریات کو فراموش کر دیتے ہیں۔ چنانچہ ایک ایسی انجمن کا جس کی طرف میں نے اوپر اشارہ کیا ہے۔ ایک مقصد یہ بھی ہوگا۔ کہ وہ ان امور کو پیش نظر رکھے۔ جن سے غفلت برت کر کوئی قوم نوع انسانی کی ترقی میں حصہ نہیں لے سکتی۔ بلکہ آخرکار خود اپنی اور اپنے ملک کے نشوونما میں حائل ہو جاتی ہے۔

اتحاد لیگ و کانفرنس

پہلا قدم جو ہمیں اپنی سیاسی کوششوں اور ایک مرکزی مجلس اسلامی کی سرگرمیوں کا دائرہ وسیع کرنے کے لئے اٹھانا چاہیئے یہ ہے۔ کہ قوم کے اندر ایک ہی قسم کی جتنی جماعتیں کام کر رہی ہیں۔ ان کو یک قلم ختم کر دیا جائے ؛

حضرات ! مجھے آپ کو یہ بتلانے کی ضرورت نہیں۔ کہ گزشتہ تین سال سے آل انڈیا مسلم لیگ اور آل پارٹیز مسلم کانفرنس کی سرگرمیاں ایک ہی سمت میں جاری ہیں۔ کانفرنس کی بنیاد ایک ایسے موقعہ پر رکھی گئی تھی جب لیگ اپنے اندرونی نزاعات کی بدولت اس قابل نہیں رہی تھی۔ کہ مصالح اسلامی کا تحفظ کر سکے۔ کوئی شخص اس امر سے انکار نہیں کر سکتا۔ کہ گزشتہ تین برس میں کانفرنس نے اسلامی سیاسیات میں نہایت بیش قیمت خدمات انجام دی ہیں۔ اور یہ ایک طرح کی ناسپاسی ہوگی۔ اگر ہم ان خدمات کے اعتراف میں اپنے جذبۂ احسان مندی کا اظہار نہ کریں لیکن اب ہم ایک ایسی منزل پر آ گئے ہیں۔ جس میں ان دونوں جماعتوں کی موجودگی قوت کی بجائے ضعف و کمزوری کا باعث ہوگی۔ اس لئے کہ ایک ہی مقصد کے باوجود ہماری کوششیں منتشر رہیں گی۔ میں آپ کی توجہ ہز ہائی نس سر آغا خان کی اس اپیل کی طرف منعطف کراؤں گا۔ جس میں انہوں نے مسلمانانِ ہندوستان سے یہ درخواست کی ہے۔ کہ وہ لیگ اور کانفرنس کو ایک ہی مجلس میں ضم کر دیں۔ اور میں سمجھتا ہوں۔ کہ ہم مسلمانوں میں سے ہر شخص یہ آرزو رکھتا ہے۔ کہ اس مقصد کی تکمیل ہو جائے۔ جو کام ہمیں اس وقت درپیش ہے۔ وہ بغیر اس کے کہ ہم اپنی ساری توانائیں اور اپنی سعی عمل اور جد و جہد مکمل طور پر اسی میں صرف کر دیں پورا نہیں ہو سکتا۔ لہٰذا یہ ایک المناک واقعہ ہوگا۔ اگر ہم اپنی قوت عمل کے محدود سرمائے کو دو ایسی انجمنوں کے قائم و برقرار رکھنے

میں صرف کر دیں جن کے سیاسی مقاصد اور لائحہ عمل بلکہ اراکین بھی تقریبًا مشترک ہوں ۔ مجھے امید ہے کہ نئے سال کے آغاز ہی میں ہم یہ کوشش کریں گے کہ ان دونوں جماعتوں کو جن میں باہم کوئی جذبہ رقابت موجود نہیں اور جنہوں نے زمانہ ماضی میں نہایت بیش قیمت خدمات انجام دیں ایک دوسرے میں ضم کر دیا جائے ۔

اس کے ساتھ ہی ساتھ ہمیں اس متحدہ سیاسی انجمن کے دستور و آئین کا بھی خیال کر لینا چاہئیے ۔ جس کا نام خواہ کچھ ہی ہو لیکن جو ان دونوں جماعتوں کے اتحاد سے قائم ہوگی اس انجمن کا دستور اتنا وسیع ہونا چاہئیے کہ اس کے احاطہ کار میں ہماری ملت کی تمام سیاسی ۔ معاشی اور معاشرتی سرگرمیاں آجائیں ہم لوگ بمقابلہ دوسری قوموں کے اپنی زندگی کے تمام پہلوؤں میں بہت ہی پیچھے ہیں ۔ مسلمانوں کے تعلیم یافتہ طبقے میں بے روزگاری روز بروز بڑھتی جاتی ہے ۔ ملازمت ہائے عامہ میں ان کو حصہ لینے کے لیے بہت کم آسانیاں میسر ہیں ۔ تعلیمی پیشوں کے لئے ۔ دوسری ملتوں کے افراد کو جس وقعت اور قدردانی سے دیکھا جاتا ہے اس کا خیال کرتے ہوئے بہت کم امید پڑتی ہے کہ اس میدان میں بھی مسلمانوں کو کوئی عزت کا درجہ حاصل ہوگا ۔ صنعت و حرفت اور تجارت میں سرمایہ کی قلت اور اس کے عدم حصول کی وجہ سے ان کا ترقی کرنا ناممکن ہے ۔ رہے زراعت پیشہ مسلمان ۔ سو اس ملک کے مخصوص زرعی حالات اور اجناس کی قیمتوں کے بہت زیادہ گر جانے سے ان کی حالت بھی نہایت سقیم ہے ۔ لہذا اگر کسی اسلامی انجمن کی یہ خواہش ہے کہ وہ ملت کی نظر میں اعتبار اور اعتماد کا درجہ حاصل کرے اور مسلمان واقعی اس کی حمایت کرتے رہیں ۔ تو وہ صرف اسی شکل میں ممکن ہے کہ اس کا پروگرام اور اس کی سرگرمیاں ان تمام معاملات پر حاوی ہوں ۔ تاکہ مسلمان یہ محسوس کریں کہ اس انجمن کو حقیقتًا ان کے فلاح و بہبود کی فکر ہے اور اگر اس کا وجود قائم نہ رہا تو ان کی ملی ہستی بھی معرض خطر میں آجائے گی ۔ اس مقصد کے لئے یہ ضروری ہوگا کہ یہ انجمن ان تمام امور کے لئے متعدد ناظم (بشرط ضرورت تنخواہ دار) مقرر کرے جو لگاتار اس بات کی کوشش کرتے رہیں کہ ان تمام معاملات میں ہماری قوم کی مساعی کچھ اس طرح متحد ہو جائیں ۔ کہ ان سے بہترین نتائج مرتب ہوں ۔ ان ناظموں کے متعلق جو کام ہوگا ۔ وہ اس کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے تمام حالات پر نظر رکھیں گے اور انجمن کے سامنے ایسی تجاویز پیش کرتے رہیں گے ۔ جن پر عمل کرنے سے ہم اپنی زندگی کے ہر پہلو میں یومًا فیومًا ترقی کر سکیں ۔

ایک دوسرا معاملہ جسے اس انجمن کو اپنے ہاتھ میں لینا پڑے گا ملت کے اخلاقی اور جسمانی نشو ونما کا مسئلہ ہے ۔ مؤخر الذکر کے لئے ہمیں جسمانی مقابلوں اور جسمانی تربیت اور کھیلوں کو ترقی دینے کی ضرورت ہوگی ۔ اخلاقی تربیت کے لئے ہم کو ایسی چھوٹی چھوٹی جماعتیں قائم کرنی پڑیں گی ۔ جو نوجوانوں کے اندر انسانی ہمدردی اصلاح معاشرت اور خدمت قوم و وطن کا جذبہ پیدا کریں ۔

اگر ان اصول کی بناء پر ایک انجمن قائم ہو گئی تو اس کو صرف تعلیم یافتہ اور شہری آبادی ہی کی تائید و ہمدردی حاصل نہیں ہوگی بلکہ اہل دیہات اور کم یا غیر تعلیم یافتہ جماعتیں بھی اس کی حمایت کریں گی ۔ ضروری ہوگا کہ اس انجمن کی شاخیں تمام ملک میں پھیل جائیں اور یہ اس وقت تک ممکن نہیں ۔ جب تک اس کی رکنیت کے قوانین ایسے نہ ہوں ۔ جن کے ماتحت ہر شخص انجمن کی کارروائیوں میں حصہ لے سکے ہم کو جو عظیم الشان کام سرانجام دینا ہے اس کی تکمیل کا بیڑا ایک ایسی ہی انجمن اٹھا سکتی ہے جس کا مختصر سا خاکہ اوپر دیا گیا ہے اور جس کا نظام ہر قصبے ۔ ہر شہر اور ہر گاؤں میں جہاں مسلمان آباد ہیں قائم ہو ۔ لہذا بہتر ہوگا کہ ایک یا ایک سے زیادہ گاؤں کی شاخیں بتدریج بڑھ کر آخر الامر کل ہندوستان کی انجمن (یعنی آل انڈیا ایسوسی ایشن) کی شکل اختیار کر لیں ۔ میرے ذہن میں اس قسم کی جمعیت کا ایک تفصیلی دستور موجود ہے لیکن ظاہر ہے کہ اس خطبے میں مجھے اس کا ذکر کرنے سے احتراز کرنا چاہئیے ۔ میں نے مختصر سے مختصر الفاظ میں اس کے وظائف کا ایک خاکہ پیش کر دیا ہے اور مجھے یقین ہے کہ بغیر اس کے کوئی انجمن مسلمانوں کی کوئی ایسی خدمت انجام نہیں دے سکتی جس کی بدولت ہم اس ملک میں دوسری قوموں کے پہلو بہ پہلو عزت و مساوات کا درجہ حاصل کر سکیں ۔

کشمیر میں آل انڈیا کشمیر کمیٹی کی خدمات کا اعتراف

سری نگر سے اطلاع موصول ہوئی ہے ۔ کہ ایک عظیم الشان جلسہ میں جو زیر صدارت مفتی ضیاء الدین صاحب منعقد ہوا ۔ اور جس میں بہت سے دیہات کے مسلمان بھی شریک ہوئے ۔ مجمع کا اندازہ پچاس ہزار کے قریب تھا ۔ شیخ محمد عبداللہ صاحب اور اراکین آل انڈیا کشمیر کمیٹی کی ان خدمات کا شکریہ ادا کیا گیا ۔ جو مظلومین کشمیر کے لئے انہوں نے سرانجام دیں ۔ جلسہ میں ان لوگوں کو قوم کے غدار قرار دیا گیا ۔ اور ان کے خلاف اظہار نفرت کیا گیا ۔ جو شیخ محمد عبداللہ صاحب کی تحریک کو نقصان پہنچانے کی کوشش کر رہے ہیں ۔

موضع بہادر حسین کے ایک احمدی خاندان پر مظالم

قابل توجہ حکام ضلع گورداسپور

بٹالہ کے قریب ایک گاؤں بہادر حسین ہے ۔ جہاں کے قلیل التعداد احمدیوں کو گاؤں کے دوسرے لوگوں نے نشانۂ مظالم بنا رکھا ہے ۔ اور اب ان کا تشدد حد سے بڑھ گیا ہے ۔

وہاں کے چوہدری محمد اسماعیل صاحب معہ اپنے خاندان کے احمدی ہیں ۔ جنہیں ہر رنگ میں نقصان پہنچایا جا رہا ہے ۔ کئی بار ان کو اور ان کے لڑکوں کو مارا پیٹا گیا ہے ۔ ان کے کھیتوں سے درخت کاٹ لئے گئے ۔ فصلیں تباہ کر دی گئیں ۔ پچھلے سال گاؤں کے کمین لوگوں کو مجبور کر کے ان کا کام کرنے سے روک دیا گیا ۔ اور جب دوسرے گاؤں کے پیشہ ور لوگوں سے وہ کام کرانے لگے ۔ تو انہیں بھی بند کر دیا ۔ آخر مظلوم نے خود بعض آلات خرید کر زمینداری کی ضروریات کو پورا کرنا شروع کر دیا ۔ گاؤں کے مشترکہ کوئیں سے پانی پینے اور سقہ کو ان کا پانی بھرنے سے جب منع کر دیا گیا ۔ تو مجبور ہو کر چوہدری محمد اسماعیل نے اپنی زمین میں چھوٹا سا کنواں لگوا لیا ۔ مگر اس پر بھی ظلم و ستم کا سلسلہ بند نہ ہوا ۔ بلکہ اور زیادہ بڑھ گیا ۔ چنانچہ عرصہ قریبًا ڈیڑھ ماہ کا ہوا کہ فتنہ پرداز لوگوں نے ان کے کوئیں اور ملحقہ زمین وغیرہ پر قبضہ کر لیا ۔ نیز ان کو اور ان کے لڑکوں کو بری طرح مارا ۔ اس کی اطلاع جب متعلقہ تھانہ میں دی گئی ۔ تو تھانیدار نے کوئی توجہ نہ کی ۔ اب عدالت میں چارہ جوئی کر رکھی ہے ۔ اور مقدمہ نائب تحصیلدار صاحب بٹالہ کے زیر سماعت ہے ۔ امید ہے ۔ وہ مظلوم کی دادرسی کرنے کی کوشش کریں گے اور جن لوگوں نے ایک شریف اور امن پسند خاندان کی زندگی تلخ کر رکھی ہے ۔ انہیں پوری سزا دیں گے ۔

ہمیں معلوم ہوا ہے ۔ کہ اس شرارت میں بٹالہ کے شباب المسلمین اور مسانیاں کے بعض لوگوں کا دخل ہے ۔ اور وہی گاؤں کے لوگوں کو احمدیوں کو دکھ اور تکلیف دینے کے لئے اکساتے اور ہر قسم کی امداد دینے پر تیار رہتے ہیں ۔ اس وجہ سے مصالحت اور امن کی کوئی صورت پیدا نہیں ہوتی ۔ اور شرارت روز بروز ترقی کر رہی ہے یہ ایسی صورت ہے ۔ کہ ضلع کے اعلیٰ حکام کو اس طرف فوری توجہ کرنی چاہئیے ۔ اور کسی خطرناک نتیجہ کے نکلنے سے قبل حالات پر قابو پا لینا چاہئیے ۔ بعض واقعات جنہیں معمولی سمجھ کر یا مظلوم کی آواز کو بکمزور قرار دے کر نظر انداز کر دیا جاتا ہے ۔ وہ خطرناک صورت اختیار کر لیتے ہیں ۔ ظفروال کے واقعہ سے یہ بات اچھی طرح واضح ہو جاتی ہے ۔ پس

Digitized by Khilafat Library Rabwah

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

—— بعض اخبارات میں جو یہ خبر شائع ہوئی ہے کہ نواب محمد اسمٰعیل خاں صاحب صدر آل انڈیا مسلم کانفرنس و مولانا شاہ مسعود احمد سکرٹری نے اختلاف رائے کی بناء پر استعفیٰ دیدیا ہے۔ مولانا شفیع داؤدی نے اس کے متعلق لکھا ہے کہ صدر صاحب کی مدت دسمبر میں ختم ہو چکی تھی۔ اور شاہ مسعود صاحب میری عدم موجودگی کی وجہ سے عارضی طور پر سکرٹری بنائے گئے تھے۔ اس لئے ان کے استعفوں کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اور وہ بدستور سابق مسلم کانفرنس کے ممبر ہیں۔

—— مولوی ظفر علی دیوانی قید کی میعاد ختم کر کے ۹ جنوری کو رہا ہو گئے۔ اور زمیندار کی ساری طاقت اور زور صرف کرنے کے باوجود اس "تشبیر پیشہ" کی رہائی کے لئے چار ہزار روپیہ سارے ہندوستان سے میسر نہ آسکا

—— کراچی کے روزانہ اخبار ہندو جاتی کے پریس پر ۹ جنوری کو پولیس نے قبضہ کر لیا ہے۔

—— ۹ جنوری کو کانپور میں مسٹر ایم۔ این۔ رائے کے مقدمہ کا فیصلہ سنا دیا گیا۔ اور بارہ سال کیلئے جلاوطنی کی سزا دی گئی۔

—— ۹ جنوری کو شام کے وقت ڈاکٹر عالم ڈکٹیٹر صوبہ پنجاب کو ان کی کوٹھی پر پولیس نے گرفتار کر لیا۔ ان کے بعد سردار منگل سنگھ صاحب پنجاب کے ڈکٹیٹر مقرر ہوئے ہیں۔

—— بنارس سنٹرل ہندو سکول کے ۲۸ طلباء کانگرس کے ایک جلوس و جلسہ میں شرکت کی وجہ سے خارج کر دئے گئے ہیں۔ یہ سکول ہندو یونیورسٹی کے ماتحت ہے۔

—— ۹ جنوری کو پولیس نے راشٹریہ ودیالہ کانپور پر یو۔پی آرڈیننس کے ماتحت قبضہ کر لیا۔

—— احمد آباد سے ۱۰ جنوری کی خبر ہے کہ پولیس نے گجرات کی قومی یونیورسٹی ودیا پیٹھ پر قبضہ کر لیا ہے۔ اس یونیورسٹی کی بلڈنگ وغیرہ پر کانگرس نے پانچ لاکھ روپیہ صرف کیا ہے۔

—— بمبئی کے چیف پریزیڈنسی مجسٹریٹوں کو نئے آرڈیننس کے ماتحت سات سات سال قید کی سزا دینے کے اختیارات دئے گئے ہیں۔

—— ہندو اخبارات لکھ رہے ہیں۔ کہ پنجاب میں کانگرسی سرگرمیوں کے مقابلہ کے لئے آئین پسند لوگوں کی ایک نئی پارٹی عالم وجود میں آنے والی ہے۔ جس میں مسلمان اور انگریز شریک ہونگے۔

—— بمبئی میں ایسے سرخ پوسٹر چسپاں کئے گئے ہیں جن میں سرکاری افسروں کو قتل کی دھمکی دی گئی ہے۔

—— ڈاکٹر شفاعت احمد خاں سکرٹری مسلم وفد گول میز کانفرنس نے اخبارات کو ایک بیان دیا ہے جس میں تحریک سول نافرمانی کی مذمت کرتے ہوئے مسلمانوں کو اس سے علیحدہ رہنے کا مشورہ دیا ہے۔ اور حکومت کو تنبیہ کی ہے۔ کہ وہ سرحد کے آرڈینینسوں کو منسوخ کر دے اور صوبجات کو فوری طور پر کامل آزادی عطا کرنے کا اعلان کرے۔ تا مسلمانوں کی بے چینی رفع ہو سکے۔

—— ۸ جنوری وائسرائے نے گول میز کانفرنس کے بعض مندوبین گول میز کی کمیٹیوں کے بعض پہلوؤں پر تبادلۂ خیالات کیا۔ کہا جاتا ہے۔ ورکنگ کمیٹی کے صدر خود لارڈ ولنگڈن ہوں گے۔

—— معلوم ہوا ہے بلدیہ پشاور نے ایک قرارداد منظور کی ہے جس کے رو سے حدود بلدیہ میں بازاری عورتوں کو رہنے کی ممانعت کر دی گئی ہے۔ اور موجودہ طوائفوں کو نوٹس دیدے گئے ہیں۔ کہ ایک ماہ کے عرصہ میں شہر خالی کر دیں۔

—— مشہور سکھ لیڈر ماسٹر موتا سنگھ چند ماہ ہی ہوئے سات سال کی سزائے قید کاٹ کر جیل سے واپس آئے تھے۔ ۸ جنوری کو انہیں جھنگ پولیٹیکل کانفرنس کے موقعہ پر مخویانہ تقریر کرنے کی وجہ سے ڈھائی سال قید سخت کی سزا دی گئی ہے۔

—— سکھوں کے رہنما سردار کھڑک سنگھ اور ماسٹر تارا سنگھ نے جو قضیہ ڈسکہ کے سلسلہ میں قید ہیں۔ اس بناء پر بھوک ہڑتال کر رکھی تھی۔ کہ انہیں جھٹکہ کا گوشت مہیا نہیں کیا جاتا۔ معلوم ہوا ہے۔ پنجاب گورنمنٹ نے سکھ قیدیوں کے لئے جھٹکے کے گوشت کی منظوری دیدی ہے۔

—— ۹ جنوری کو سر میلکم ہیلی گورنر یو۔پی نے لکھنؤ میں ایک تقریر کی۔ جس میں کہا۔ کہ سول نافرمانی کی جڑ کاٹنے کے لئے حکومت ہر اس ذریعہ کو استعمال کرے گی جس پر اسے قدرت حاصل ہے۔ نیز تجارت پیشہ افراد کی حفاظت کے لئے بھی مناسب کارروائی کی جائیگی۔

—— مڈلٹن کمیشن نے ۱۱ جنوری سے جموں میں اجلاس شروع کر دیا ہے۔ پہلے چند روز سرکاری عہدیداروں کی شہادتیں ہونگی۔ اس کے بعد عوام پیش ہوں گے۔

—— ۱۰ جنوری کو ڈیرہ گرہ پولیس تحصیل میر پور کے ایک گاؤں اندھارہ میں گئی۔ اور عدم ادائیگی لگان کی وجہ سے زمینداروں کے مال مویشی اور دیگر اشیاء لے کر روانہ ہو گئی۔ زمینداروں نے مطالبہ کیا۔ کہ قرق شدہ مال کی رسیدیں دی جائیں۔ لیکن پولیس افسر نے انکار کر دیا۔ اس پر زمیندار اپنے مال مویشیوں کے آگے لیٹ گئے۔ اور ڈیرہ گرہ پولیس نے اپنی بربریت کا مظاہرہ کرتے ہوئے چاروں طرف سے ان پر فائر شروع کر دیا۔ جس سے پانچ مسلمان ہلاک اور کئی سخت مجروح ہوئے۔

—— آل انڈیا مسلم کانفرنس کے فیصلہ کے مطابق سرحد کے حالات کی تحقیقات کے لئے کانفرنس کا ایک وفد جس میں مولانا شفیع داؤدی اور مولانا مظہر الدین ایڈیٹر الامان ہیں پشاور پہونچ گیا ہے۔ گمان ہے کہ سر محمد اقبال یا نواب محمد اسمٰعیل خاں بھی اس میں شریک ہونگے۔

—— بعض اخبارات نے یہ خبر شائع کی تھی۔ کہ سر محمد شفیع کے انتقال کے اگلے روز ان کی والدہ کا بھی انتقال ہو گیا۔ مگر معلوم ہوا ہے یہ غلط ہے۔

—— ملک عبد الرشید خاں آف لاہور پنجاب کے پہلے مسلمان ہیں۔ جو محکمہ پرواز میں بھرتی ہو کر کراچی گئے ہیں۔

—— احمد آباد سے ۱۱ جنوری کی ایک اطلاع مظہر ہے کہ ریاست بسودا کی ایگزیکٹیو کونسل نے ایک حکم جاری کیا ہے۔ جس کے رو سے مساجد کے سامنے باجا بجانے کی عام اجازت دیدی گئی ہے۔

—— ۱۱ جنوری کو سورت سے آمدہ ایک اطلاع مظہر ہے کہ گاندھی جی کی اہلیہ کو بھی گرفتار کر لیا گیا ہے اور ان کے ساتھ سردار پٹیل کی لڑکی بھی ہیں۔

—— پشاور سے ۱۰ جنوری کی خبر ہے کہ جمعیۃ الاقوام کی درخواست پر تخفیف اسلحہ کی کانفرنس میں شرکت کی غرض سے حکومت افغانستان کے نمائندے سردار محمد عمر خاں اور مسٹر عبد الحسن خاں جنیوا جا رہے ہیں۔ اس کانفرنس میں ہندوستان کی طرف سے سر آغا خاں شامل ہونگے۔

—— صوبہ سرحد کے متعلق چیف کمشنر کی رپورٹ ہے کہ ۱۰ جنوری کو بالکل امن رہا۔ افواج واپس آ رہی ہیں۔ ضلع کوہاٹ میں کانگرسی تحریک بالکل مٹ گئی ہے۔ دیگر اضلاع کی بھی قریباً یہی حالت ہے ۱۱ جنوری تک کل گرفتاریوں کی تعداد ۴۲۱۶ ہے۔

—— پیرس کی تازہ ترین اطلاع ہے کہ موسیو بریاں وزیر خارجہ نے خرابی صحت کی بناء پر استعفیٰ دیدیا ہے۔

عبد الرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپ کر مالکان کے لئے قادیان سے شائع کیا۔